**April 2005**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
18
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
حدیث
جس شخص نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جو اس سے نہ ہو وہ بات مردود ہے
ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
شمارہ نمبر 6
جلد نمبر 2
اپریل 2005
حدیث
جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے
فہم قرآن 2
علم حدیث 4
حضور ﷺ کا حلیہ مبارک 5
سنت رسول ﷺ کا سچا عاشق 7
ﷺ کہنے سننے میں ہماری غفلت 8
ایمان کی تکمیل اور ایمان کی تاثیر 9
پیغمبروں کی زندگی 14
پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ 16
ماہ ربیع الاول اور غیر اسلامی رسومات 18
امام ابو حنیفہ اسلاف کی نظر میں 22
تصوف اور دور حاضر 23
فاروق اعظم اور خوف خداوندی 26
انداز کلام نبوی ﷺ 27
سود حرام کیوں؟ 29
خواتین کا علم و عمل 30
بچوں کا علم و عمل 31+32
زیر سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

**اداریہ** | # آپ پریشان کیوں ہیں؟.... | **از مدیر**

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اما بعد

آج کل ہر ملک اور ہر شہر بلکہ ہر گھر کا ہر فرد پریشانیوں اور مصیبتوں کا ایسا شکار ہو چکا ہے کہ ان سے چھوٹنا بچنا بظاہر بہت مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ مصیبتیں آئیں نہیں بلکہ ہم نے بلوائیں ہیں۔ ہمارے اعمال، حرکات، وضع قطع، بے راہ روی، لوٹ کھسوٹ، جھوٹ کی بھرمار، حسد بے انتہا، لالچ کی حد نہیں، حق تعالیٰ جل شانہ کے حکموں کو مانتا نہیں، عبادت کیلئے وقت نکالتا نہیں، غیر شرعی رسموں کو چھوڑتا نہیں، گناہوں سے باز رہتا نہیں اور گناہگاروں کی فہرست سے نکلنے کی دعا کرتا نہیں تو پھر........ اتنے دعوت نامے بھیج کر جب ہم مصیبتوں، آزمائشوں اور تنگ دستیوں کو بلائیں گے تو مصیبتیں بھی مضبوط ہو کر بڑی خوشی سے ہر فرد کے پاس ڈیرہ لگا کر بیٹھ جائیں گی۔ انہیں واپس بھیجنے کیلئے لانے سے زیادہ مضبوط عمل کرنا ہو گا تب مصیبتوں سے چھٹکارا مل سکے گا۔ آیئے آج ہم اس پر غور کریں کہ ان چیزوں سے بچاؤ کیسے ہو سکتا ہے۔

**پہلی** بات تو یہ ہے کہ یقین کر لیجئے کہ یہ جو مصیبت آئی ہے یہ آ کر ہی رہنی تھی۔ اس کے آنے اور جانے کا وقت لکھا جا چکا ہے اور یہ عارضی آئی ہے۔ **دوسری** بات یہ ہے کہ بندہ کو حرام اور مکروہ تحریمی کاموں اور باتوں سے اپنے فائدے کیلئے بچنا چاہئے۔ **تیسری** بات یہ ہے کہ فرض، واجب، سنت مؤکدہ کی پابندی کرنی چاہئے۔ یہ جتنے اہتمام کے ساتھ کریں گے اتنی ہی مصیبتوں سے زیادہ بچت ہو گی ان شاء اللہ۔ ہمیشہ اتباع سنت کا اہتمام رکھنے کی عادت ڈالیں۔ ماہ ربیع الاول ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کا سبق دیتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی ساری زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا بھی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے شیشے کی طرح ہے یعنی ایک نیک مسلمان کو دیکھ کر ہمیں بھی اپنا حال، حلیہ، صورت، سیرت درست کرنی ہو گی۔ اس لیے جو کام بھی ہو آپ ہی کو نمونہ سمجھ کر اسی طرح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **چوتھی** بات یہ ہے کہ صبح و شام سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور چاروں قل (سورۃ کافرون، اخلاص، فلق اور ناس) صبح و شام پڑھ کر اپنے اوپر۔ ہر مرتبہ سورۃ فاتحہ سات دفعہ پڑھنی ہے جس میں پہلی مرتبہ اعوذ باللہ اور ہر مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور ہر مرتبہ دم کریں۔ اس طرح سورۃ فاتحہ کا دم سات دفعہ ہو جائے گا۔ اول و آخر درود شریف بھی پڑھ لیجئے۔ **پانچویں** بات یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت آئے تو یہ سمجھے کہ میرے اللہ نے میری بہتری کیلئے یہ فیصلہ تجویز فرمایا ہے جبکہ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ حق تعالیٰ جل شانہ حکیم ہیں اور حکیم کا کام حکمت و مصلحت اور فائدوں سے خالی نہیں ہو سکتا اور اس میں ان کا اپنا فائدہ تو ہے نہیں کیونکہ وہ کسی چیز کے محتاج نہیں اس لئے لازمی بات یہی نکلی کہ اس مصیبت و آزمائش میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ وہ فائدہ کیا ہے (۱) گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۲) نیکیاں ملتی ہیں (۳) درجات بڑھتے ہیں (۴) بندہ محنت و مشقتیں کر کے اتنی ترقی نہ کر سکتا تھا حق تعالیٰ نے ایک پل کی اسی مصیبت کے ذریعہ آخرت کی ترقی کروادی۔ بس بندہ عافیت مانگے خود مصیبت آ جائے تو صبر کرے۔ **چھٹی** بات یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا رہے یہ بات یاد رہے کہ دعا تعویذ وغیرہ سے زیادہ اور جلدی کام دکھا دیتی ہے اس لئے ان کی رضا و محبت و عافیت اور جو چیز چاہئے ان ہی سے مانگے۔ **ساتویں** بات یہ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق رکھیئے اس سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں ملتی ہیں۔ چند دن ان باتوں پر عمل کیجئے ان شاء اللہ آپ کو اثر نظر آنے لگے گا۔ پھر خود ہی آپ مستقل عمل شروع کر دیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں (آمین ثم آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

**تشریح وتفسیر:** ”اور خوشخبری سنادے ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے اچھے کام کیے۔“ کس بات کی خوشخبری؟ ”کہ بے شک ان کے لئے ایسے باغات ہوں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جب کبھی ان کو رزق دیا جائے گا پھل رزق کے طور پر تو وہ کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو اس سے پہلے ہمیں دیا گیا ہے اور وہ اس سے ملتا جلتا (رزق) دیئے جائیں ”مثلاً تیسرے دن جو پھل ملے گا اس کی شکل وصورت وہی ہوگی جو اگلے سے دوسرے دن ملے گا لیکن ذائقہ علیحدہ ہوگا۔ جنت میں رہنے والے کی ہر لذت روز بروز بڑھتی جائے گی جس طرح کافروں کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا (النباء:۳۰)

دن بدن ان کے عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا اس طرح مؤمنوں کی خوشیوں اور لذتوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جائے گا۔ جو پہلے دن پھل ملا اس کا ذائقہ کم دوسرے دن زیادہ تیسرے دن اور زیادہ چوتھے دن اور زیادہ، بڑھتے بڑھتے ذائقہ بدل جائے گا۔ شکل ایک ہی کی طرح ہوگی لیکن مزا جدا ہو جائے گا۔“ اور ان جنتیوں کے لئے ان کے جوڑے ہوں گے“ مردوں کو عورتیں اور عورتوں کو مرد۔ ایمان والوں کو ایمان والی (دنیا کی) عورتیں بھی ملیں گے اور حوریں بھی ملیں گی۔ اور ان دنیا کی عورتوں کا درجہ حوروں سے زیادہ ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے کہ حوریں کہیں گی کہ دیکھو! ہم جنت کی مخلوق ہیں (کوئی کستوری سے پیدا ہوئی ہوگی، کوئی کافور سے، کوئی عنبر سے اور کوئی زعفران سے) تم تو خاکی مخلوق ہو تمہارا درجہ ہم سے زیادہ ہے اور تمہارا حسن بھی ہم سے زیادہ ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

یہ عورتیں کہیں گی ”بِصَلٰوتِنَا وَ صِیَامِنَا“ اس لئے کہ ہم روزے رکھتی تھیں، نمازیں پڑھتی تھیں۔ تمہیں کیا تکلیف ہوتی تھی تم تو یہاں مفت کی کھاتی ہو۔

ان نمازوں اور روزوں کی برکت سے اور دین کے سلسلے میں مشکلوں میں پڑنے کی برکت سے ان عورتوں کی حوروں کے اوپر سرداری ہوگی۔ ان کا حسن و جمال حوروں کے حسن و جمال کو مات کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ یہ عورتیں مؤمن ہوں، نماز اور روزے کی پابند ہوں۔ کتنی بڑی سہولت ہے عورتوں کیلئے کہ وہ گھر ہی میں نماز پڑھیں

جس عورت کا خاوند نمازی ہے روزہ رکھتا ہے وہ مسجد میں جا کر با جماعت نماز پڑھتا ہے اور بیوی گھر میں نماز پڑھتی ہے اس کی بیوی کو وہی ثواب ملتا ہے جو خاوند کو ملا ہے۔ اس عورت نے مسجد میں قدم بھی نہیں رکھا مگر ثواب برابر (کیونکہ) بیوی اپنے خاوند کو روٹی پکا کر دیتی ہے، کپڑے دھوتی ہے اور خاوند کے گھر کی نگرانی کرتی ہے تو خاوند کے ثواب میں بیوی کا حصہ بھی ہے۔

**بیبیو، بیٹیو!** مسئلہ یاد رکھنا نفلی نمازوں اور نفلی روزوں سے جو گھر کے کام ہیں ان کا ثواب کافی زیادہ ہے۔ آج کل کی عورتیں کم کوس ہیں ہر کام کیلئے گھروں میں مشینیں آ گئی ہیں اس لئے صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے جب ہاتھ اور پیر نہ ہلیں تو وہ کم ہمت ہو جائیں گے۔ مرد ہو یا عورت تجربہ کر کے دیکھ لے جو آج کل کی بوڑھی عورتیں ہیں وہ آج کل کی (جوان) عورتوں سے زیادہ طاقتور ہیں اور بوڑھے لوگ نوجوانوں سے زیادہ طاقت اور ہمت رکھتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے اپنے بدن کے ساتھ ہمت کی ہے لیکن آج کل کے نوجوان اپنے سارے کام مشینوں سے سرانجام دیتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کے ساتھ کام کرنے میں اللہ تعالیٰ نے صحت بھی رکھی ہے اور اجر و ثواب بھی رکھا ہے۔ ''اور رہیں گے ہمیشہ ہمیشہ وہاں جنت میں'' اور یہ جنت میں رہنے والوں کے لئے نعمت اور انعام ہوگا۔

## اللہ تعالیٰ حساب کیسے لے گا؟

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ (بروز قیامت) بندوں کا حساب کیسے لے گا ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہوگی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جیسے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی کثرت کے باوجود رزق دیتا ہے (ایسے ہی حساب بھی لے لے گا)۔ (المختار ص ۵۲۹)

## گردشِ روزگار

فراغت اور آسودگی کا دور تھا کھانے پینے کی ریل پیل تھی۔ ماکولات و مشروبات کا تنوع (مختلف قسم کا ہونا) فراخی عیش اور بے فکری۔ میاں بیوی بھنا ہوا مرغ سامنے رکھے ہوئے مال و دولت کی لذت حاصل کر رہے تھے۔ اچانک دروازے پر ایک بے نوا، محتاج فقیر کئی وقتوں کا فاقہ کیے ہوئے صدا بلند کرتے ہوئے آیا۔ بیوی نے شوہر سے کہا کہ کچھ دے دو۔ شوہر نے انکار کیا۔

اب حالات کا انقلاب آیا، صبح و شام بدل گئے۔ روز و شب نے آنکھیں پھیر لیں اور نصیب (قسمت) نے مال دار کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ مال میں کمی، دولت میں کمی، روزگار میں کمی، ہر جگہ قلت ہر چیز میں قلت۔ تنگ آ کر بیوی کو طلاق دیدی اور اسی رئیس شوہر نے بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کیا۔ ادھر بیوی نے ایک اور شخص سے نکاح کر لیا۔

اتفاق سے ایک روز اپنے نئے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ وقت وہی جھٹ پٹا سا تھا۔ فراغت اور آسودگی۔ سامنے بھنا ہوا مرغ۔ اچانک ایک فقیر نے صدا لگائی۔ شوہر نے بیوی کو اشارہ کیا کہ دے آؤ۔ دروازے پر پہنچی تو حیرت سے کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ بد نصیب پہلا شوہر تھا۔ جو آج اپنی مطلقہ بیوی کے دروازے پر دریوزہ گری کرنے آیا تھا۔ روتی، چیختی چلاتی دروازے سے آئی تو شوہر نے ماجرا معلوم کیا، کیفیت بیان کی تو اس نے کہا جس کو اس روز بھیک دینے سے تیرے سابق شوہر نے انکار کیا تھا وہ میں ہی تو تھا۔

یہ ہیں زمانے کے انقلاب اور اسی کو کہتے ہیں
گردشِ روزگار

مفتی عبداللہ یاسر صاحب
نائب مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ، لاہور

# اب کون سی ہجرت باقی ہے

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم
[illegible]

[illegible]

ہجرت سے متعلق دو حدیثیں ہیں جو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ لیکن دو حدیثوں میں یا دو آیتوں میں اگر ایک دوسرے کے خلاف ہونے کا شبہ ہو تو وہ ظاہر کے لحاظ سے ہی خلاف ہونے کا شبہ ہوتا ہے حقیقت میں ان میں کوئی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء:۸۲) کہ "اگر یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بڑا اختلاف اور مخالفت پاتے" اس آیت مبارکہ سے صاف معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی آیتوں میں آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت نہیں ہے یہی حال دو حدیثوں کا ہے کہ ان میں بھی ایک دوسرے کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ حدیث پاک بھی حق تعالیٰ ہی کے حکموں کا بیان ہوتا ہے مضمون اور حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے صرف الفاظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اب ہجرت کے بارے میں دو حدیثیں آتی ہیں جن میں بظاہر ایک دوسرے کی مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ ایک حدیث پاک ہے کہ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ (بخاری ومسلم) کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے اور دوسری حدیث پاک میں ہے کہ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ (ابو داؤد) کہ "جب تک توبہ ختم نہیں ہوتی ہجرت بھی ختم نہ ہوگی" ان حدیثوں کی علماء نے چند وضاحتیں کی ہیں جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان حدیثوں میں آپس میں کوئی مخالفت نہیں دو وضاحتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

**پہلی وضاحت** یہ ہے کہ ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کرنا فتح مکہ سے پہلے ضروری تھا کیونکہ دوسری جگہ رہ کر ایمان پر باقی رہنا مشکل تھا کیونکہ کافر بہت تکلیف پہنچاتے تھے ہر ایک اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے ایمان چھوڑنے کا خطرہ تھا تو حکم تھا کہ ایمان لا کر مدینہ منورہ آ جاؤ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو عرب کے تقریباً سب علاقوں میں لوگ مسلمان ہو گئے اس لئے یہ خطرہ نہ رہا اور جو ہجرت توبہ ختم ہونے تک باقی رہے گی وہ گناہوں سے بچنے والی ہجرت ہے کہ گناہوں سے بچنے کا حکم سورج کے مغرب سے نکلنے تک باقی رہے گا اس وقت توبہ بھی ختم ہو جائے گی اور گناہوں سے بچنے کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور جلدی ہی قیامت آ جائے گی۔

**دوسری وضاحت** یہ کی گئی ہے کہ جو ہجرت ایمان کی شرط تھی وہ تو فتح مکہ سے ختم ہو گئی اور جو فرض یا واجب یا مستحب تھی وہ توبہ ختم ہونے تک باقی ہے کہ جس علاقہ میں فرض ادا نہ کر سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے جہاں واجب ادا نہ کر سکے وہاں سے ہجرت واجب ہے۔ جہاں مستحب ادا نہ کر سکے وہاں سے ہجرت مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی اچھی سمجھ دیں اور دین پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔

آمین یا رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

محمد سرور عفی عنہ

**مولنا یوسف بنوری** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ "صلعم" لکھا تھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا۔ (معارف السنن ۴/۲۹۳)

اس لئے ہمیں اس میں کنجوسی نہ کرنی چاہیے بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم پورا بلکہ وعلیٰ الہ وسلم بھی لکھنا اور پڑھنا چاہیے **۔ از ادارہ**

# حضور ﷺ کا حلیہ مبارک

مولانا عبداللہ شیرازی صاحب

ابراہیم بن محمد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ پستہ قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں تھی (چہرہ انور بالکل گول نہ تھا نہ بالکل لمبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک سفید سرخی مائل تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز بدن مبارک کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پر گوشت تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر (معمول سے زائد) بال نہیں تھے آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اور قدم پر گوشت تھے جب آپ تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں میں آخری نبی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے سب سے زیادہ سچی زبان والے سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا البتہ جو شخص پہچان کر میل جول کرتا وہ آپ کے اخلاق کریمہ و اوصاف کا گھائل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنالیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیۂ مبارک بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال، باکمال نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک

لباس میں اکثر سوتی کرتہ زیب تن فرماتے تھے جس کی آستینیں عموماً کلائی تک اور لمبائی آدھی پنڈلی تک ہوتی تھی ایک بار رومی ساخت کا جبہ جس کی آستینیں آگے سے تنگ تھیں استعمال فرمایا۔ سفید لباس کو پسند فرماتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے اکثر لنگی استعمال فرماتے تھے یمانی چادروں کو پسند فرماتے تھے۔ شلوار کا خریدنا اور پسند فرمانا ثابت ہے۔ سبز چادریں بھی استعمال فرمائیں۔ گاہے سرخ دھاریوں والی چادریں بھی استعمال فرمائیں۔ بالوں کی بنی ہوئی سیاہ چادر (کالی کملی) بھی استعمال فرمائی۔

سر مبارک پر کپڑے کی ٹوپی اور اس کے اوپر دستار پہننے کا معمول تھا۔ سر مبارک پر پٹے رکھنے کا معمول تھا جو اکثر و بیشتر نرم گوشہ (کانوں کی لو) تک ہوتے اور کبھی کم و بیش بھی ہوتے تھے۔ حج و عمرہ کے احرام کھولنے کے موقعہ پر سر کے بال صاف کرا دیتے اور بال مبارک رفقاء و احباب میں تقسیم فرما دیتے۔ نعلین شریفین چمڑے کے ہوتے تھے جن میں دو تسمے ہوا کرتے تھے (ماخوذ از خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی)

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

سلسلہ تسہیل مضامین معارف القرآن 9

# ایمان اور کفر کی تعریف و تشریح

شیخ المحدثین حضرت
مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

**ایمان اور کفر کی تعریف** ”لغت میں ایمان کے معنیٰ“ تصدیق و تسلیم (ماننے) کے ہیں۔“ اصلاح شریعت میں ایمان“ اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے لے کر آئے نبی کے اعتماد اور بھروسہ پر دل سے اس کی تصدیق کرنا یعنی دل سے اس کو سچا جاننا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا۔

دین کی کسی چیز کا نہ ماننا اور انکار کرنا کفر ہے۔

**تشریح** (۱) تصدیق قلبی سے محض علم و معرفت مراد نہیں۔ کیونکہ تصدیق اور چیز ہے علم و معرفت اور چیز ہے۔ ”علم کے معنیٰ“ جاننے کے ہیں“ معرفت کے معنیٰ“ پہچاننے کے ہیں اور ”تصدیق کے معنیٰ“ ماننے کے ہیں۔ اور ایمان نام ماننے کا ہے جاننے کا نام ایمان نہیں۔ کفار مکہ دلائل نبوت دیکھ کر جانتے تھے کہ آپ نبی ہیں اور علماء یہود آپ کو خوب پہچانتے تھے کہ یہ وہی نبی آخر الزمان ہیں جن کی انبیاء بشارت دیتے چلے آئے ہیں آپ کی جو علامتیں توریت اور انجیل میں تھیں وہ تمام علامتیں اپنی آنکھوں سے آپ میں دیکھتے تھے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (البقرۃ:۱۴۶) ”یہود اپنے بیٹوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے“ مگر مانتے نہ تھے اس لئے ایمان سے بے بہرہ تھے۔ ایمان محض جاننے اور پہچاننے کا نام نہیں بلکہ اپنے اختیار اور ارادہ اور رضاء و رغبت سے ماننے کا نام ایمان ہے۔

(۲) ایمان کی تعریف میں نبی کے بھروسہ اور اعتماد کی قید اس لئے لگائی کہ ایمان وہی معتبر ہے کہ جو اللہ کی باتیں محض نبی کے کہنے سے اور محض نبی کے اعتماد اور بھروسہ پر مانے۔ مثلاً کوئی شخص توحید اور رسالت دونوں کا اقرار کرتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ میں توحید خداوندی کا فلاسفہ کی طرح محض دلائل عقلیہ کی بنا پر قائل ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے توحید کا قائل نہیں ہوں تو ایسے شخص کا ایمان معتبر نہیں اس کی توحید فلاسفۂ یونان کی توحید ہے اہل ایمان کی توحید نہیں۔

(۳) دین کی باتوں کا ماننا وہی معتبر ہے کہ جب ان کو اسی طرح مانا جائے کہ جس طرح اور جس ہیئت (شکل و صورت) سے ان کا دین ہونا ثابت ہوا ہے مثلاً کوئی شخص نماز کا شعار (نشانی) اسلام اور فریضۂ دین ہونا تو تسلیم کرتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ صلوٰۃ (نماز) سے مطلق دعاء اور خشوع و خضوع مراد ہے اور نماز کی فرضیت یہ ہیئت مخصوصہ (یعنی قیام و قعود اور رکوع و سجود کے طریقہ پر) تسلیم نہیں کرتا تو ایسا شخص قطعاً دائرہ ایمان سے خارج ہے یا مثلاً زکوٰۃ کی فرضیت کو تو تسلیم کرے مگر یہ کہے کہ زکوٰۃ سے محض تزکیہ اور تطہیر (مال کی پاکی) مراد ہے یہ خاص نصاب اور مال کی خاص مقدار ضروری نہیں تو ایسا شخص مومن نہیں ملحد اور زندیق ہے۔

**فائدہ** اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو شریعت کے الفاظ کو بحال اور برقرار رکھے اور اس کی حقیقت کو بدل دے۔ یہ ایمان نہیں بلکہ دین کا تمسخر اور مذاق ہے۔

(۵) ایمان کی اصل حقیقت تو تصدیق قلبی ہے اور اقرار لسانی (زبان سے اقرار) دنیوی احکام کے جاری کرنے کے لئے شرط ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے بغیر زبان کے دل کا حال کیسے معلوم ہو۔ تصدیق قلبی چونکہ ایک پوشیدہ چیز ہے ہر شخص اس کو نہیں جان سکتا اس لئے بطور علامت زبانی اقرار اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ ظاہری احکام جاری ہوسکیں۔ **بقیہ** صفحہ ۹ پر

# سنت رسول ﷺ کا سچا عاشق

از قلم پروفیسر حسن سعید صاحب
حیدرآباد، انڈیا

## عجیب و غریب واقعہ

ایک امریکن نیگرو نومسلم اپنے ساتھیوں سمیت دین سیکھنے کی غرض سے اللہ کے راستہ میں کچھ وقت لگا کر ہندوستان آیا ہوا تھا۔ اس امریکن نیگرو کو اسلام قبول کئے چند ہی ماہ ہوئے تھے اور وہ حیدرآباد کی ایک جامع مسجد میں مقیم تھا۔ ایک دن اس نے دریافت کیا کہ ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر پہ بال مبارک کس طرح رکھتے تھے یعنی مانگ کس طرح نکالتے تھے؟ اس کو جواب دیا گیا کہ درمیان سر سے مانگ نکالنا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ بس اس کے بعد سے وہ نیگرو برابر اس کوشش میں رہتا کہ سر کے درمیان سے مانگ نکل آئے۔ بہت کوشش کے باوجود وہ ناکام رہتا کیونکہ نیگرو حضرات کے بال کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ مانگ نکل ہی نہیں سکتی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ رات کے کوئی دو تین بجے تھے مسجد سے متصل رہائشی کمرے میں بعض لوگ تہجد کی نماز کیلئے اٹھنے کی تیاری کر رہے تھے۔ دھیمی دھیمی اور مدہم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کہیں کہیں دور سے الا اللہ --- لا الہ الا اللہ اور درود شریف پڑھنے کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔ یکا یک لوگوں کو ایک ہلکی سی چیخ کی آواز سنائی دی۔ لوگوں کو تشویش ہوئی روشنی کی گئی تو یہ منظر سامنے آیا وہ نیگرو نومسلم اپنے بستر پر بیٹھا ہے اور سر پہ ہاتھ رکھے مسکرا رہا ہے اور اس کے سامنے خون کی ایک باریک سی لکیر فرش پر رینگ رہی ہے تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ اس نیگرو نے ریزر بلیڈ سے اپنے سر کے درمیانی حصہ کو کچھ کاٹ لیا ہے۔ ڈاکٹر کو بلا کر مرہم پٹی کی گئی۔ اب جب اس نیگرو نومسلم سے پوچھا گیا کہ اس نے یہ عمل کیوں کیا؟ تو جو جواب اس نے دیا ملاحظہ فرمایئے، اس کا ایک ایک جملہ ہم پیدائشی مسلمانوں کے لئے قابل عبرت ہے بلکہ بعض مسلمانوں کیلئے شاید عجیب و غریب بھی ہوگا، کہنے لگا: کئی دن سے کوشش میں تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ والی سنت کو بھی پورا کروں، مگر لاکھ کوشش کے باوجود کامیابی نہیں ہو رہی تھی اس لئے میں نے سر کے درمیانی حصہ کو ذرا سا کاٹ لیا ہے اب تو ان شاء اللہ درمیان سے مانگ نکلے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور سنت ادا کر سکوں گا۔ اس کی آنکھوں میں ایک ایمانی چمک محسوس ہو رہی تھی اور ان میں خوشی کے آنسو تیر رہے تھے۔ پھر یکا یک وہ پھوٹ پڑا۔ روتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ لوگ دس سال پہلے امریکہ کیوں نہیں آئے۔ میرے ماں باپ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ کفر کی حالت میں فوت ہو گئے۔ آہ میں کیا کروں؟! اس کی بے چینی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

**غور کیجیئے!** آخر وہ کیا چیز تھی جس نے اس نیگرو کو اپنا سر زخمی کر لینے پر مجبور کر دیا۔ سر زخمی ہو گیا ہے لیکن وہ فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا ہے۔ سنت کے عاشق دراصل ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت اور آپ کی ایک ایک ادا پہ فدا ہو جاتے ہیں۔
(اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق بنائے۔ آمین)

## جذبۂ خدمت --- شان تواضع

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحبت میں رہا تا کہ آپ کی خدمت کروں لیکن (میں کیا آپ کی خدمت کرتا بلکہ) آپ میری خدمت کیا کرتے تھے۔
(حالانکہ ابن عمر ان کے استاذ تھے) (المختار ص ۵۲۸)

# صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لکھنے سننے میں ہماری غفلت اور اکابر کا شوق

افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب قدس سرہ

درود شریف نہ پڑھنے والے سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- بڑا بخیل ہے وہ جس کے سامنے میرا ذکر آئے مگر مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (رواہ الدیلمی)
- اس آدمی کی ناک پر مٹی لگ جائے جس کے سامنے میرا ذکر آئے مگر مجھ پر درود نہ پڑھے۔
- جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو اپنی رحمت سے دور رکھے آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہی ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا باعث اجر و ثواب اور قرب دربار نبوت کا قوی ذریعہ ہے۔ یہ تو مسلمانوں کی زبان پر سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے اگر خود نہ پڑھا مگر کسی دوسرے نے جب سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا تو اب سن کر درود شریف پڑھنا ضروری ہو گیا یہ مسلمان کے کان اور زبان پر آپ کا حق ہے۔

علماء امت نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے کہے یا قلم سے لکھے تو اس کے ساتھ تَعَالیٰ یا جَلَّ شَانُہٗ یا جَلَّ جَلَالُہٗ یا عَزَّ اِسمہ زیادہ کرے۔ صرف اللہ یا خدا کہنا اور لکھنا بے ادبی ہے اور جب کسی بھی نبی کا نام کہے یا لکھے تو علیہ السلام کہے اور جب سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے یا کہے تو صلی اللہ علیہ وسلم کہے اور لکھے، کسی صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہے اور لکھے اور علماء امت کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہے اور لکھے۔ (طحطاوی شرح درمختار ۱/۷) اور جب کسی دوسرے کی زبان سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنے یا خود بھی کہے تو ان ظاہری آداب کے علاوہ عاجزی اور انکساری اور شوقِ دیدار کا مظاہرہ بھی کرے۔

**قاضی عیاض** رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آپ کا ذکر زیادہ کرے اور آپ کا نام لیتے وقت آپ کی تعظیم اور ادب کرے اور جب آپ کا اسم گرامی سنے تو ادب اور عاجزی کا اظہار کرے۔

**اسحق تجیبی** نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام اور بہت سے تابعین حضرات حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیتے وقت ادب کے ساتھ دب جاتے تھے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور فرط ادب و شوق سے رو پڑتے تھے۔" (الشفا ۲/۴۰)

جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے آخر میں صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ضروری ہے اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے شروع میں "سیدنا" کہنا بھی باعث برکت اور سعادت ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (ابو داؤد)۔ "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں" تو کوئی بھی مسلمان جب آپ کا اسم مبارک لے تو یوں کہے سید دوعالم، سید الانبیاء، سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم تو زیادہ بہتر ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف "ع" یا "عم" یا "ص" یا "صلعم" لکھنا گستاخی اور گناہ ہے شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ "جس آدمی نے سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صرف "صلعم" لکھا تھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا۔" (معارف السنن ۴/۲۹۳)

بقیہ صفحہ ۱۹ پر

# ایمان کی تکمیل اور نور ایمان کی تاثیر

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

**ایمان کی تکمیل** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ہو اور یہ نصیحت نہ فرمائی ہو کہ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ (بیهقی)۔ یعنی اس شخص کا ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں اور اس شخص کا دین نہیں جس میں وعدہ کی پاسداری نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری مسلم)

**فائدہ**: ان جیسی تمام احادیث جن میں اچھے اوصاف نہ ہونے پر ایمان کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے نہ ہونے سے ایمان کامل نہیں رہتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مومنین میں سے سب سے زیادہ مکمل ایمان والا وہ شخص ہے جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب سے زیادہ نرم برتاؤ رکھنے والا ہے

**نور ایمان کی تاثیر** حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے جُزْ يَا مُؤْمِنُ! فَاِنَّ نُوْرَكَ قَدْ اَطْفَأَ نَارِيْ۔ جہنم مومنوں سے کہے گی: گذر جا اے مومن! تیرے نور سے میری آگ بجھ رہی ہے۔ جب نور ایمان میں یہ خاصیت ہے کہ دوزخ کو بھی بجھا دیتا ہے تو دنیا کے غموں کی حقیقت ہی کیا ہے؟ اگر یہ نور حاصل ہو جائے تو واللہ دنیا و آخرت کی راحتیں ہمارے ہی واسطے ہیں۔ پھر ہمارے غم کا نام و نشان بھی نہ رہے۔

## نور ایمان حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نور ایمان حاصل کرنا کا طریقہ ذکر و فکر ہے اور فکر کا طریقہ یہ ہے کہ ہر کام میں سوچ لو کہ اس سے کوئی بلا تو نازل نہیں ہوگی جس کی برداشت نہ ہو سکے۔ اس کے بعد آپ کی زندگی پر لطف ہوگی۔ غرضیکہ خلاصہ دستور العمل کا یہی ہے کہ ہر کام سوچ سمجھ کر کرے۔ دوسرا اپنے اعمال کا حساب کتاب کیا کرے۔ اپنی نافرمانیوں کو سوچا کرے اور ان سے توبہ کرکے عذاب کو یاد کیا کرے۔ اس سے حیا اور خوف پیدا ہوگا اور جنت کی نعمتوں کے سوچنے سے محبت اور شوق پیدا ہوگا۔
اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں نور ایمان نصیب فرماویں۔ (آمین)

---

## بقیہ ۔۔۔ ایمان اور کفر کی تعریف

امام غزالی قدس سرہ ایمان اور کفر کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی بھی تکذیب کردینے کا نام کفر ہے اور تمام امور میں آپ کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے۔"

**فائدہ** امام غزالی قدس سرہ کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان کے لئے فقط ایک دو امر کی تصدیق کافی نہیں تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے۔ ہاں کفر میں تمام امور کی تکذیب (جھٹلانا) ضروری نہیں ایک شی میں بھی رسول کی تکذیب کفر ہے۔

(تسہیل و ترتیب: محمد طیب عفی عنہ)

قسط ۱

# اچھے اخلاق ...... کیا ہیں؟ کیسے حاصل ہوتے ہیں

ابوناجیہ لاہور

ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حسنِ اخلاق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب میں یہ آیت ارشاد فرمائی: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (الاعراف:۱۹۹) "معاف کرنے کو اختیار کیجئے اور نیک کاموں کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کیجئے۔"

پھر اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حسن اخلاق) یہ ہے کہ جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو جو تمہیں محروم رکھے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کرو۔ (مکاشفۃ القلوب)

**فائدہ** چونکہ انسان مدنی الطبع ہے یعنی اس کا مزاج میل جول والا ہے اس لئے وہ تنہا نہیں رہ سکتا۔ جب وہ مل جل کر رہے گا تو اپنوں اور پرایوں سے تکلیفیں بھی پہنچیں گی اور مزاج کے خلاف باتیں بھی پیش آئیں گی تو ان تکالیف پر صبر کرنا اور درگزر کرنا بہت بڑا عمل ہے اگرچہ بعض حالات میں بدلہ لینا بھی جائز ہے لیکن جتنی تکلیف پہنچی ہو اسی قدر بدلہ لیا جا سکتا ہے لیکن معاف کر دینے کی بہت بڑی فضیلت ہے اسی لئے فرمایا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:۴۰) "سو جو شخص معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے"۔

(تفسیر انوار البیان ج ۴ با لاختصار)

یہ آیت (الاعراف:۱۹۹) مکارمِ اخلاق کی جامع آیت ہے۔ بعض علماء نے اس کا خلاصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ لوگ دو قسم کے ہیں: ایک محسن یعنی اچھے کام کرنے والے، دوسرے بدکار ظالم۔ اس آیت نے دونوں طبقوں کے ساتھ اخلاق کریمانہ برتنے کی ہدایت دی ہے کہ نیک کام کرنے والوں سے ان کی ظاہری نیکی کو قبول کر لو زیادہ تفتیش و تجسس میں نہ پڑو اور نیکی کے اعلیٰ معیار کا ان سے مطالبہ نہ کرو بلکہ جتنا وہ آسانی سے کر سکیں اس کو کافی سمجھو اور بدکاروں کے معاملہ میں یہ ہدایت دی کہ ان کو نیک کام سکھلاؤ اور نیکی کا راستہ بتلاؤ اگر وہ اس کو قبول نہ کریں اور اپنی گمراہی اور غلطی پر جمے رہیں اور جاہلانہ گفتگو سے پیش آئیں تو ان سے علیحدہ ہو جاؤ اور ان کی جاہلانہ گفتگو کا جواب نہ دو اس طرز سے یہ امید ہے کہ ان کو کسی وقت ہوش آئے اور وہ اپنی غلطی سے باز آ جائیں۔ (معارف القرآن از مفتی محمد شفیع صاحب ۴/۱۵۸)

**مکارم اخلاق کی کچھ تفصیل:** باہم اچھی طرح رہنا، حسن سلوک سے پیش آنا، نرمی سے برتاؤ کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، کھانا کھلانا، سلام کو رواج دینا، مسلمان مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے ہمراہ جانا، دعوت قبول کرنا، درگزر سے پیش آنا، لوگوں کے درمیان صلح کروانا، سخاوت کرنا، دوسروں کی کوتاہیوں پر چشم پوشی کرنا، سلام میں پہل کرنا، غصہ پینا، حرام کردہ اشیاء سے بچنا مثلاً لہو ولعب، گانا بجانا، غیبت، جھوٹ، کنجوسی، ظلم، مکر و فریب، چغلی، لڑائی جھگڑا، قطع رحمی، بد خلقی، تکبر، فخر، برائی کا اظہار، فحش گوئی، کینہ، حسد، بد فالی، سرکشی وغیرہ وغیرہ۔

**حسن اخلاق کے حصول کا آسان طریقہ:** یہ ہے کہ اپنے عیوب پر نظر رکھتے ہوئے اپنا محاسبہ کریں۔ جب کوئی بد اخلاقی کا کام سرزد ہو جائے تو خوب گڑگڑا کر بارگاہِ الٰہی میں توبہ کریں۔

**عیوب پر مطلع ہونے کے طریقے:** (۱) کسی با اخلاق شخص کو اپنا راہنما اور رہبر بنائیں۔ اپنی حالت اس کے سامنے بیان کریں وہ آپ کو بتلائے گا کہ یہ چیز عیب ہے یا نہیں، اگر عیب ہے تو اس کو کیسے دور کیا جائے گا۔ اگر آپ اس کے تجویز کردہ علاج پر سو فیصد عمل کریں گے تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ آپ کے عیوب دور ہوتے چلے جائیں گے، نفس مغلوب ہوگا، روح کو تازگی حاصل ہوگی

**بقیہ** صفحہ ۱۳ پر

# پانچ قسم کے مسلمان — تیسری اور آخری قسط

سلسلہ تذکرۂ بیانات حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم



ایسے ہی غزوہ بدر کے موقع میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے دعا مانگ رہے تھے اس میں آپ نے یہ بھی عرض کر دیا "یا اللہ! یہ چھوٹی سی جماعت ہے اگر یہ مر گئے تو آپ کی عبادت کون کرے گا؟" یہ لفظ نکل گئے غلبۂ حال میں۔ اصل تو دعا تھی کہ یا اللہ! ہمیں فتح دیجئے۔ اس فتح کے مانگنے میں یہ لفظ بھی نکل گئے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پاس بیٹھے تھے عرض کیا حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ "بس بس حضرت! اور نہ کہیے کچھ!"، (چنانچہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بند کر دی اور یہ سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب دیا گیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے کہ بس اور دعا نہ کیجئے اور اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر:۴۵) کہ ان (مشرکین) کو شکست ہو گی اور یہ پشت پھیر کر بھاگیں گے۔ یہ تو ٹھیک فرمایا لیکن جو شروع میں دعا میں یہ فرمایا کہ "یا اللہ! اگر یہ مر گئے تو آپ کی عبادت کون کرے گا؟" اس کو علماء نے غلبۂ حال شمار کیا ہے کہ بہت زیادہ شوق تھا کہ مسلمانوں کو فتح ہو، اس شوق کا اتنا غلبہ ہوا کہ جس کی وجہ سے الفاظ تھوڑے سے نامناسب نکل گئے کیونکہ یہ لفظ تو مناسب نہیں ہیں کہ اگر یہ مر جائیں گے تو آپ کی عبادت کون کرے گا؟ حالانکہ کوئی عبادت نہ کرے، اللہ میاں کو کیا ضرورت ہے کہ کوئی عبادت کرے ان کی؟ اللہ میاں محتاج نہیں ہیں، اس لئے یہ الفاظ غلطی سے ذرا سے اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں کہ فتح کے شوق کا اتنا غلبہ ہوا کہ یہ لفظ بھی نکل گئے۔ اس کو بھی علماء نے غلبۂ حال قرار دیا ہے۔ ویسے تو غلبۂ حال نہیں ہوتا تھا، کبھی کبھار اتفاق سے ہو بھی جاتا تھا، انسان تھے۔

تو بہرحال اللہ تعالیٰ کسی عابد کے، کسی مخلوق کے محتاج نہیں ہیں ان کی خدائی کیلئے کیا ضرورت ہے کہ لوگ بھی ہوں؟ لیکن اگر چاہیں گے تو ایک کُن کے اشارے سے ہزاروں ابدال اور اقطاب پیدا کر سکتے ہیں۔ یہاں اس آیت میں یہی اشارہ ہے فرماتے ہیں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ:۵۴) کہ تم اگر سب کے سب بھی ایمان چھوڑ کر بیٹھ جاؤ گے تو ہمارا کیا بگڑے گا؟ ہم اور لے آئیں گے وہ ایسے ہوں گے وہ ایسے ہوں گے۔ حق تعالیٰ اس پر قادر ہیں وہ ایک کُن کے اشارے سے بہت اونچے درجے تک پہنچا سکتے ہیں، مومن بنا سکتے ہیں۔ جیسا کہ واقعہ آتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ ایک رات تہجد کے وقت اُٹھے۔ قریب ایک طالب علم سویا ہوا تھا۔ اتفاق سے اس کو بھی جاگ آ گئی، وہ بھی اُٹھ کھڑا ہوا کہ چلو حضرت کو اگر کوئی پانی کی، لوٹے کی، ڈھیلے وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو میں سامنے آ جاؤں گا ورنہ سامنے نہیں آؤں گا کیونکہ سامنے آنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے تنہائی میں نقصان ہوتا ہے، وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی چاہتا ہے کہ میں تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدم نہ دہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدم نہ دہم

کہ مجھے تو آنکھ سے بھی غیرت آتی ہے کہ میں آپ کی زیارت کروں تو یہ آنکھ دیکھے۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ یہ آنکھ بھی نہ ہو، بغیر آنکھ کے دیکھوں، آنکھ کیوں شریک ہو جائے؟ اور جی چاہتا ہے کہ میں کان سے بھی آپ کی آواز نہ سنوں کان بھی نہ ہو، میرا دل آپ کی آواز سنے اور کان کے بغیر سنے، نہ آنکھوں کی یہ رکاوٹ ہو نہ کان کی یہ رکاوٹ ہو، کیونکہ یہ

بھی غیر ہیں۔ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یکسوئی کے ساتھ، کسی اور کا تصور تنہائی میں نہ آئے یہ تنہائی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ طالب علم سامنے نہیں آئے کہ میں کیوں حضرت کی خلوت میں دخل دوں۔ لیکن حضرت اس دن بجائے نفل پڑھنے کے گھر سے باہر چل کھڑے ہوئے۔ بغداد میں رہتے تھے شہر کے دروازے پر جا پہنچے۔ پہلے شہر کی فصیل ہوتی تھی، دروازے ہوتے تھے، رات کو تالے لگا لیتے تھے۔ یہاں بھی شہر کے دروازے کو تالا لگا ہوا تھا، اشارہ کیا تالا کھل گیا، گیٹ سے باہر تشریف لے گئے۔ چند قدم چلے ایک اور شہر آ گیا۔ یہ جو طالب علم اٹھا تھا یہ بھی پیچھے دبے پاؤں آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔ چند قدم چلے ایک اور شہر موصل آ گیا، وہاں بھی تالا لگا ہوا تھا۔ اشارہ کیا، تالا کھل گیا۔ دروازہ کھول کر اندر تشریف لے گئے۔ یہ طالب علم بھی پیچھے پیچھے چلا گیا۔ کچھ دور جا کر اندر ایک مکان میں پہنچے، مکان میں چند آدمی بیٹھے تھے جیسے حضرت کے انتظار میں بیٹھے ہوں۔ تو حضرت بھی جا کر ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر کسی کی کراہنے کی آواز آئی، پھر تھوڑی دیر بعد غسل کی آواز آئی، پھر تھوڑی دیر بعد جنازہ آیا، کئی آدمی اس کے ساتھ تھے ایک سفید ریش بزرگ بھی ساتھ تھے۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا۔ وہ جنازہ لیکر چلے گئے۔ پھر جو آدمی پہلے بیٹھے ہوئے تھے انہی کے اندر پھر آ کر بیٹھ گئے مگر دن جھکا کر بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد ایک عیسائی آیا۔ عیسائیوں کی اور کافروں کی علامت تھی کہ زُنّار (ایک قسم کا دھاگہ) گلے میں ڈالا ہوا ہوتا تھا۔ یہ علامت ہوتی تھی کہ یہ مسلمان نہیں ہے، یہ کافر ہے ذمی ہے ہمارے مسلمانوں کے ملک کے ماتحت رہ رہا ہے۔ چنانچہ اس عیسائی کا زنار اتار کر توڑ دیا اور اس سے فرمایا کہ کلمہ شریف پڑھو، اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا، پھر آپ نے دعا کی، توجہ کی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان آدمیوں سے جو بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے "یہ ہوگا! یہ ہوگا!" یہ کہہ کر واپس دوبارہ بغداد میں آ گئے۔ آ کر تہجد وغیرہ پڑھی اور فجر کی نماز پڑھی۔

فجر کی نماز کے بعد سبق پڑھایا کرتے تھے، آپ عالم تھے۔ وہ جو طالب علم تھا وہ فجر کے بعد سبق پڑھتا تھا۔ جب سبق پڑھانے بیٹھے تو اس طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت سبق بعد میں پڑھائیے گا مجھے رات کا قصہ سنائیے کہ پہلے آپ کہاں گئے تھے۔ فرمایا کہ تجھے کیا پتہ؟ کہا میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ عالم الغیب نہیں تھے۔ طالب علم پیچھے پیچھے آ رہا ہے لیکن کوئی پتہ نہیں کہ کوئی پیچھے آ رہا ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ عالم الغیب نہیں تھے۔ فرمایا کہ وہ بات یہ ہوئی تھی کہ ایک علاقے کا ابدال فوت ہونے والا تھا، مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا کہ تم موصل شہر میں پہنچو اور وہاں آپ کے ساتھی انتظار کر رہے ہیں۔ ان کو مشورہ دو اور مشورہ کرو کہ اس کی جگہ نیا ابدال کون بنے؟ چنانچہ وہ فوت ہو گیا، جنازہ میں نے پڑھایا۔ جو سفید ریش بزرگ تھے وہ خضر علیہ السلام تھے انہوں نے بھی میرے پیچھے جنازہ پڑھا۔ اس کے بعد ہم نے پھر مشورہ کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ایک عیسائی قسطنطنیہ میں ہے وہ بڑے اخلاص سے عبادت کر رہا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو جائے اور ابدال کے درجے پر پہنچ جائے، اس کو مقرر کیا جائے۔ اب بتائیے! کافر سے مسلمان پھر مسلمان سے درجہ ابدال کا۔ ابدال اور اقطاب یہ درمیانے درجے کے بزرگ ہوتے ہیں، بڑے درجے کے وہی ہوتے ہیں جو ظاہری طور پر دین کی خدمت کرتے ہیں، تدریس کرتے ہیں، وعظ و نصیحت کرتے ہیں، تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کا درجہ اونچا ہوتا ہے ابدال کا درجہ درمیانہ ہوتا ہے لیکن بہر حال عام آدمیوں سے تو بڑے اونچے ہوتے ہیں۔ تو بس اس کو لایا گیا، وہ مسلمان ہوا، ابدال کے درجے تک پہنچا اور پھر میں نے ان کو کہہ دیا کہ یہ اس کی جگہ مقرر ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کیلئے کیا مشکل ہے وہ ایک کُن کے اشارے سے ہزاروں ابدال پیدا کر دیں۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر تم ایمان

چھوڑ بیٹھو گے تو ہم تمہاری جگہ اور لوگ لے آئیں گے ان میں یہ پانچ صفات ہوں گی۔(۱) پہلی صفت یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اللہ تعالیٰ کی محبت بیان کی یعنی اخلاق ان کے ٹھیک ہوں گے (۲) اَعِزَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مسلمانوں کے ساتھ نرم ہوں گے (۳) اَذِلَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں کے ساتھ سخت ہوں گے۔(۴) يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جہاد کریں گے، نیک کام کریں گے، اعمالِ صالحہ کریں۔(۵) وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ الغرض ظاہر کے پابند ہوں گے، باطن میں بھی اعلیٰ اخلاق والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس میں ظاہر کے اعمال بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاق بھی اعلیٰ درجے کے ہوں تو یہ سب سے اونچی جماعت ہے پانچ قسموں میں سے۔ خلاصہ یہ نکل آیا اس آیت کا کہ ظاہر کی بھی پابندی ہو، ظاہر کی پابندی کیسے ہو؟ جواب یہ ہے کہ مسائل معلوم کریں اور ان پر عمل کریں۔ ہمارے بزرگوں نے بہشتی زیور ایک آسان کتاب بچوں عورتوں کیلئے لکھی ہے مرد بھی اس کو پڑھ سکتے ہیں وہ پڑھیں اور اس پر عمل کریں، جہاں شبہ ہو علماء سے پوچھتے رہیں۔ اس طریقے سے آپ ظاہر کے پابند بن سکیں گے اور باطن کی پابندی بھی کریں کسی شیخ سے اصلاح کا تعلق قائم کریں خصوصاً اللہ تعالیٰ کی محبت جو باطنی اخلاق کی بنیاد ہے اس کو حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل ہوتی ہے، اس کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ (۱) کچھ وقت ذکر کرے لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ لا الٰہ میں سوچے کہ غیر اللہ میرے دل سے نکل رہے ہیں۔ الا اللہ میں سوچے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میرے دل میں آ رہی ہے۔(۲) اہل محبت کے پاس بیٹھے، شیخ کے پاس بیٹھے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔(۳) جب بھی کوئی نیک عمل کرے اس میں یہ نیت کرے کہ یا اللہ اس عمل سے آپ کی محبت میں ترقی ہو جائے۔ اس نیت سے بھی محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ (۴) کچھ وقت نکال کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں سوچے، جب ان کی نعمتیں سوچے گا تو ان کی محبت دل میں پیدا ہوگی۔(۵) دعا مانگے کہ یا اللہ! اپنی محبت عطا فرمایئے۔ ان پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ باقی اخلاق کی ترقی کے لئے شیخ سے رابطہ قائم کرے۔ اپنے علاقے میں جو بزرگ اخلاق کی اصلاح کرتا ہو، اس سے تعلق قائم کرے اور اس کے ذریعے اچھے اخلاق پیدا کرے مثلاً تواضع ہے، صبر ہے، شکر ہے، خوف ہے، امید ہے، توکل ہے، رضا بہ قضا ہے اور برے اخلاق کی اصلاح کروائے۔ اس طریقے سے قلب میں بھی اور اعمالِ باطنہ میں بھی ترقی ہوگی۔ اعمالِ ظاہرہ میں ترقی کا طریقہ میں نے بتا دیا۔ دونوں قسم کے اعمال میں ترقی کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا فرمائیں اور ظاہر و باطن کی ترقی نصیب فرمائیں۔ آمین

---

## بقیہ اچھے اخلاق کیا ہیں

دین میں ترقی نصیب ہوگی اور حق تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا۔(۲) ایسے دوست بنائیں جو آپ کو آپ کے عیوب پر مطلع کریں اور خوشامدی دوستوں سے بچیں۔ (۳) اپنے دشمنوں سے اپنے عیوب معلوم کریں کیونکہ دشمن عیوب ہی کے درپے ہوتے ہیں۔(۴) دوسروں میں جو خرابیاں نظر آئیں آپ خود ان کے ارتکاب سے بچیں کیونکہ اگر یہ دوسروں میں عیب ہے تو آپ میں بھی عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اخلاق نصیب فرمائے اور برے اخلاق سے محفوظ فرمائے۔

(آمین ثم آمین یا رب العالمین)

# پیغمبروں کی زندگی

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر دنیا سے بے داغ چلے گئے، انہوں نے دنیا کے آرام کی خاطر اپنا عیش تج دیا (چھوڑ دیا)، انہوں نے سو فیصدی دوسروں کے فائدہ میں بے آرام زندگی گزاری اور ایک فی صدی بھی اپنا فائدہ نہیں اٹھایا، وہ اوران کے صحابی اور ساتھی جہاں سے گزرے دنیا کو نہال (خوشحال) کر دیا۔ دنیا آج تک ان کے لگائے ہوئے باغ کا پھل کھا رہی ہے جسے انہوں نے اپنے خون سے سینچا (سیراب کیا) تھا، جو دوسروں کے گھر میں چراغاں کر گئے لیکن ان کے (اپنے) گھر میں دنیا سے جاتے وقت اندھیرا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی روشنی جھونپڑوں اور شاہی محلوں میں یکساں جگمگائی، لیکن جاتے ہوئے ان کے گھر کا چراغ مانگے ہوئے تیل سے جل رہا تھا، حالانکہ مدینہ کے سینکڑوں گھروں میں انہیں کا جلایا ہوا چراغ جل رہا تھا، آپ فرماتے تھے نَحْنُ مَعْشَرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ "ہم پیغمبر نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سب غریبوں کا حق ہے۔" اس سے بڑھکر آپ کا ارشاد تھا کہ جو کوئی مر گیا اور وہ کچھ ترکہ چھوڑ گیا وہ اس کے ورثاء کو مبارک ہو ہم اس سے ایک پیسہ نہیں لیں گے لیکن جو قرض چھوڑ کر گیا ہے وہ میرے ذمہ ہے اسے میں ادا کروں گا۔ کیا دنیا کے کسی بادشاہ یا قائد نے یہ نمونہ چھوڑا ہے؟ آپ کی زندگی انسانیت کا شاہکار ہے، آپ دنیا کے سامنے ایسا نمونہ پیش کر گئے جس میں سوائے ایثار و محبت اور دوسروں کے غم میں گھلنے کے کہیں اپنا رتی (ذرا) برابر فائدہ نظر نہیں آتا، آپ عرب کے واحد بادشاہ تھے، دلوں پر ان کی بادشاہی تھی لیکن دنیا سے دامن بچائے ہوئے بے منت (بے نیاز) چلے گئے، آپ ہی نہیں بلکہ جو جتنا آپ سے قریب تھا اتنا ہی وہ خطرے سے قریب اور (دنیا کے) فائدہ سے دور تھا، اپنی گھروالیوں سے (آپ نے) علی الاعلان کہہ دیا کہ اگر (تم) دنیا کی بہار اور عیش چاہتی ہو تو ہم تم کو کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے تمہارے گھروں کو رخصت کر دیں گے، تم وہاں واپس جاؤ اور راحت و آرام کی زندگی گزارو اور ہم سے فارغ خطی (طلاق) لے لو، ہمارے ساتھ رہنا ہے تو درد، دکھ، تنگی و ترشی برداشت کرنا ہے، یہی اس گھر کا تحفہ ہے اور اسی پر اللہ کے ہاں سے انعام ملے گا۔

**دوستو!** ہم چاہتے ہیں کہ پھر یہی زندگی عام ہو، انسانیت کی بے لوث خدمت اور بے غرض محبت کا رواج ہو، پھر دوسروں کے نفع کے لئے اپنے نقصان کو ترجیح دی جائے، پھر ایسی قوم پیدا ہو جو خطرہ کے موقع پر پیش پیش اور نفع کے موقع پر دور دور نظر آئے۔ (ماخوذ از تعمیر انسانیت)

## کام کرنے کا بہترین اصول

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی چیز پر نگاہ نہیں ڈالی، میں نے زبان سے کبھی کوئی لفظ نہیں نکالا، میں نے کبھی اپنے ہاتھ کو کسی چیز کی طرف نہیں بڑھایا، میں نے اپنے قدم کو کبھی کسی طرف نہیں اٹھایا یہاں تک کہ میں دیکھ نہ لوں کہ یہ (عمل) نیکی پر پڑے گا یا گناہ پر۔ اگر نیکی پر پڑے گا تو اس کو کرتا ہوں اگر گناہ پر پڑے تو میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔

(المختار ص ۳۸۲)

# شانِ تربیت

قسط ۱۱

بقلم حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

حالات و کمالات حضرت مخدوم الملت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمہ اللہ

تربیت میں پریشانی کے ازالہ کو بڑا دخل ہے اسکے متعلق حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات یہ بیان فرمائی، فرمایا کہ میں ایک دفعہ تھانہ بھون میں حضرت کی خدمت میں تھا تو وطن سے پریشان کن حالات کی اطلاع گئی تو میں بہت پریشان تھا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ وطن ایک دفعہ تشریف لیجاویں کیونکہ مشاہدہ سے حالات کی تعین ہوجاتی ہے اور اس سے سکون ہوجاتا ہے۔

حب شیخ جو باطن کا بنیادی مسئلہ ہے اس سے متعلق احقر کے شیخ ثانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان فرمایا۔ احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت احقر کی عجیب پریشانی کی حالت تھی، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا، طبیعت کو سکون ہی نہ تھا اور اکثر احباب کی ایسی ہی حالت تھی۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت پیرجی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال لاہور میں ہوتا تو چودھری روشن علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت کے بدن مبارک کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکتے اور ان دونوں حضرات کے کلیجے پھٹ جاتے۔

بہر حال احقر کی نہایت ناگفتہ بہ حالت تھی احقر نے ایسے حالات میں نہایت ضروری سمجھا کہ باوجود حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت بیعت ہونے کے احقر اپنے آپکو آزاد نہ چھوڑے اور کسی کامل ہستی کے زیر سایہ بقیہ زندگی بسر کرے۔ اس مقصد کیلئے احقر نے شیخ کامل جامع کمالات خلیفہ حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت عالیہ میں عاجزانہ درخواست کی کہ اس نازک وقت میں احقر کا ہاتھ پکڑیں اور دستگیری فرماویں۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے محض شفقت و عنایت سے احقر کی عاجزانہ درخواست کو قبول فرمایا اور بہت تسلی دے دے کر احقر کی قلبی حالت کو اعتدال پر کیا۔ احقر حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا حق ہرگز ادا نہیں کر سکتا۔ حق تعالیٰ ہی اس کا بدلہ حضرت کو عنایت فرمائینگے۔

بہر حال حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ نقل فرمایا کہ حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک دفعہ میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا، حاضری سے فارغ ہوکر سب لوگ واپس آگئے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹھہر گئے، سب کے آجانے کے کچھ دیر بعد تشریف لائے تو ہم نے اندازہ کیا علامات وغیرہ سے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قبر مبارک کیساتھ معانقہ کیا ہے، سبحان اللہ! عشق بھی عجیب چیز ہے۔ خصوصاً عشق شیخ کامل کہ یہ حب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حب مولائے کریم محبوب حقیقی کا ذریعہ ہے۔

## مؤمن کی فراست کیا ہے؟

پہلے نبیوں میں ایک علم فراست بھی تھا فراست کوئی علم غیب نہیں ہوتا بلکہ اندازے سے کسی بات کو دیکھ کر اس کی حقیقت تک پہنچ جانا اس کو فراست کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (ترمذی) مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس امت میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ایسے اہل اللہ پیدا ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فراست سے نوازا۔

# پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ

بیان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یوم حساب میں آپ ہمیں بھی یاد رکھیں گے یا نہیں؟ پوچھنے والی کون ہیں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی صاحبزادی صدیقہ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی، امت کی ماں، ام المؤمنین اور پوچھا کس سے جا رہا ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ جو اپنی بیویوں پر اتنے مہربان کہ کوئی شوہر بھی اتنا مہربان نہیں ہو سکتا۔ اور پوری امت پر مہربان، سراپا رحمت بنا کر بھیجے گئے، تو سائلہ ہیں عائشہ اور جس سے پوچھا گیا ہے وہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا: کہ یا رسول اللہ! آپ ہمیں بھی یاد رکھیں گے میدان حساب میں، یوم حساب میں، یوم حشر میں؟ فرمایا کہ وہاں تین موقعے ایسے آئیں گے کہ کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ ایک وہ وقت جب اعمال نامے آ رہے ہوں گے اڑ کر، لوگوں کی نظریں لگی ہوں گی ان اعمال ناموں کی طرف پتہ نہیں کہ دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں ہاتھ میں آئے گا۔ جب تک وہ ہاتھ میں نہ آ جائے اس وقت تک کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ دائیں ہاتھ میں آنا علامت ہوگی نجات پانے کی، بائیں ہاتھ میں آنا علامت ہوگی عذاب میں پکڑے جانے کی۔ اور دوسرا موقعہ وہ ہوگا جب اعمال کا وزن ہو رہا ہوگا۔ نیکیوں کے پلڑے میں نیکیاں رکھی ہوں گی۔ گناہوں کے پلڑے میں گناہ رکھے ہوں گے۔ وہاں اعمال جسمانی شکل میں ہوں گے۔ ان کا وزن بھی ہوگا حجم بھی ہوگا۔ تو جب اعمال کا وزن ہو رہا ہوگا۔ جب تک پلڑا کسی ایک طرف جھک نہ جائے اس وقت تک کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ اور ایک وہ وقت جب پل صراط سے گزر ہوگا۔ جہنم کے کنارے پر پل صراط، اوپر، مین (Main) پر (یعنی درمیان میں) بچھائی جائے گی پل صراط کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت کا ہے۔ اس پل صراط پر گزر ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت وہ ہوگا جب کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ کہنے والا کون ہے؟ صاحب المقام المحمود، شفیع المذنبین، صاحب الشفاعۃ الکبریٰ مگر وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ تین مواقع ایسے ہوں گے کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ قرآن اسی دن کی یاد دلا رہا ہے۔ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وہ عظیم دن ہوگا جب انسان اللہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے تمام انسان کیا مطلب کہ اگر ان کو ذرا گمان بھی ہوتا کہ میدان حساب میں ہماری پیشی ہونے والی ہے۔ تو یہ ناپ تول میں کمی نہ کرتے، ناپ تول میں کمی کرنا، یہ علامت اس بات کی ہے کہ یہ بھولے ہوئے ہیں یوم حساب کو۔ یہ ناپ تول میں کمی اتنا بڑا جرم ہے کہ آپ اندازہ کریں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا جرم کیا تھا قرآن نے ان کا کیا جرم بتایا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین میں مبعوث کیا گیا اسلئے کہ یہ قوم ایک بیماری میں مبتلا تھی۔ یہ ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بار بار سمجھایا کہ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ وَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ، وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ (الشعراء) بار بار سمجھایا حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ قوم نے طرح طرح کے جواب دیئے۔ ایک جواب قرآن نے یہ ذکر کیا کہ قوم نے کہا اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (ھود:۸۷)

’’کیا آپ کی نماز ہمیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموالِ تجارت میں جو چاہیں کریں۔ اس سے آپ کی نماز ہمیں روکتی ہے۔‘‘

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ اللہ کا پیغام تم کو پہنچا رہا ہوں۔ اللہ کا عذاب تمہیں آ کر پکڑ لے گا۔ مگر یہ قوم اندھی ہو چکی تھی۔ یہ قوم بد بخت تھی۔ اللہ کا عذاب آ گیا۔ اس قوم نے عذاب مانگ لیا تھا۔ تو بہ نہیں کی اپنے اس گناہ سے، ناپ تول میں کمی کرنے سے باز نہ آئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفصیل بیان کی کہ کس طرح عذاب آیا۔ قرآن نے ان کے اوپر عذاب کی تین باتیں ذکر کیں۔ ایک جگہ فرمایا فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (الشعراء: ۱۸۹) ان کو بادل کے عذاب نے پکڑ لیا۔ ایک جگہ قرآن نے کہا کہ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ ان کو ایک چیخ نے پکڑ لیا۔ ایک جگہ قرآن نے کہا کہ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (الاعراف: ۷۸) ان کو زلزلے نے پکڑ لیا۔ یہ تینوں عذاب آئے تھے ان پر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر بتائی کہ اس قوم کی جو بستیاں تھیں۔ کئی بستیاں تھیں۔ پاس پاس۔ اللہ اکبر۔ ہم نے یہ جگہ دیکھی ہے، اُردن میں ہے حضرت شعیب علیہ السلام مدین میں تھے قرآن نے اس کا ذکر کیا شعیب علیہ السلام ہی کے واقعہ میں کہ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ اس بستی میں ہم گئے تھے۔ ابھی آٹھ نو مہینے پہلے کی بات ہے۔ اس بستی میں ایک رات بھی ہم نے گزاری۔ یہی وہ بستی ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے تشریف لے گئے مصر سے پیدل سفر کر کے مدین میں پہنچے اور شعیب علیہ السلام کی دونوں صاحبزادیوں کے لئے کنوئیں سے پانی نکالا اور پھر وہاں آٹھ یا دس سال رہے ہیں اس بستی میں اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

یہ اردن میں ہے۔ اس جگہ کا نام مدین ہے۔ پچھلے جون (2004) میں ہم وہیں تھے۔ اور ایک دن ایک رات تقریباً ہمارا وہاں قیام بھی رہا۔ ہمارے دوستوں کے مکانات ہیں وہاں۔ تو بستیوں میں۔۔۔ یہ بستیاں تھیں۔ گرمی پڑی سخت۔ اردن کے علاقے میں گرمی زیادہ نہیں ہوتی۔ گرمی کم ہوتی ہے لیکن سخت گرمی پڑی۔ یہاں تک کہ جسم بھی جھلنے لگے۔ اور جسم پر لوگوں کے پھنسیاں نکل آئیں۔ دانے نکل آئے۔ بے تاب ہو گئے، تپش بھی سخت، حبس بھی شدید، بے تاب ہو گئے۔ اسی حالت میں ایک بادل آیا۔ کالا کالا، گھور گھٹا تو یہ لوگ اپنی بستیوں سے نکلے۔ اور ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے نکلے کہ آ جاؤ، چلے آؤ، یہ بادل آیا ہے۔ اس کے نیچے ٹھنڈی ہوا ملے گی، بارش آئے گی۔ ساری بستیوں کے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ جب سب جمع ہو گئے، عورتیں، بوڑھے، بچے جوان تو اللہ نے اس بادل کو عذاب بنا کر ان پر برسا دیا۔ اور جبریل امین علیہ السلام نے چیخ ماری جس سے لوگوں کے دل پھٹ گئے۔ زمین شق ہوئی اس سے زلزلہ آ گیا۔ ایک متنفس زندہ نہیں بچا قوم شعیب علیہ السلام کا پوری قوم برباد کر دی گئی۔ اتنا بڑا سخت جرم ہے یہ ناپ تول میں کمی کا۔ (جاری ہے)

## زُھد کیا ھے؟

حضرت فضیل سے زُہد کے بارے میں پوچھا گیا کہ زُہد کیا ہے؟ فرمایا وہ کتاب اللہ کے دو حرف ہیں۔

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ (الحدید: ۲۳)

یعنی جو چیز تم سے جاتی رہی اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز تم کو عطا فرمائی گئی ہے اس پر اتراؤ نہیں۔ (المختار ص ۲۹۳)

# ماہ ربیع الاول اور غیر اسلامی رسومات

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن مسعود

اس بات میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف لانا تاریخ انسانیت کا اتنا عظیم واقعہ ہے کہ اس سے زیادہ عظیم، اس سے زیادہ پر مسرت اس سے زیادہ مبارک اور مقدس واقعہ اس روئے زمین پر پیش نہیں آیا انسانیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نور ملا اور آپ کی مقدس شخصیت کی برکات نصیب ہوئیں۔ یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ اس کے برابر کوئی اور بڑا واقعہ نہیں ہو سکتا اس لئے اگر اسلام میں کسی کا یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور ہوتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش سے زیادہ کوئی دن اس بات کا مستحق نہیں تھا کہ اس کو منایا جائے لیکن نبوت کے بعد آپ ۲۳ سال اس دنیا میں تشریف فرما رہے اور ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آتا رہا لیکن نہ صرف یہ کہ آپ نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم پیدائش نہیں منایا بلکہ آپ کی زندگی میں اور دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تقریباً سوا لاکھ صحابہ میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سانس کے بدلے اپنی پوری جان دینے کیلئے تیار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق تھے کوئی ایسا نہیں ملتا کہ جس نے اہتمام کر کے یہ دن منایا ہو یا اس دن کوئی جلسہ منعقد کیا ہو یا کوئی جلوس نکالا ہو یا کوئی چراغاں کیا ہو۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ صحابہ نے آخر ایسا کیوں نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ وہ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ اسلام کوئی رسموں کا دین نہیں ہے کہ رسمیں ادا کرلیں تو بس پھر چھٹی ہو گئی۔ بلکہ اسلام تو پیدائش سے لیکر مرتے دم تک ہر دم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نفسیات اور اس کی کمزوریوں سے واقف ہیں، اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ اگر اس کو ذرا سا شوشہ دیا گیا تو یہ کہاں سے کہاں پہنچا دے گا۔ اس لئے اس دن منانے کا کوئی تصور نہیں رکھا۔

یوم پیدائش منانے کا تصور ہمارے یہاں عیسائیوں سے آیا ہے کہ عیسائی ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش کرسمس کے نام سے مناتے ہیں تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً تین سو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ آپ کے حواریین اور صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ دن نہیں منایا تین سو سال کے بعد کچھ لوگوں نے یہ بدعت شروع کر دی۔ اس وقت بھی جو لوگ دین عیسوی پر پوری طرح عمل پیرا تھے انہوں نے ان کو منع کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں ہے تو جواب میں وہ کہنے لگے کہ اس میں تو کوئی برائی نہیں ہم اس دن جمع ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کریں گے ان کی تعلیمات یاد دلائیں گے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں میں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے گا اس لئے ہم کوئی گناہ نہیں کر رہے۔ چنانچہ یہ سلسلہ شروع کر دیا، شروع شروع میں تو ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک پادری کھڑے ہو کر آپ کی تعلیمات اور سیرت پر بیان کر دیتا اس کے بعد یہ اجتماع ختم ہو جاتا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس اجتماع کو دلچسپ بنانے کیلئے اس میں موسیقی بھی شامل کر لی۔ پھر دیکھا کہ صرف موسیقی سے کام نہیں چل سکتا تو ناچ گانا بھی شامل کر لیا اور رفتہ رفتہ کھیل تماشے بھی شامل کر لئے۔ نتیجہ یہ کہ دنیا کی ساری خرافات موسیقی، شراب نوشی، ناچ گانا، جوا وغیرہ سب کرسمس میں شامل ہو گئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پیچھے رہ گئیں۔

ہماری طرف بھی کسی بادشاہ کے دل میں یہ

خیال آیا کہ ہمیں بھی عیسائیوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانا چاہیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان ہو اور کچھ نعتیں پڑھی جائیں۔ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود نوبت وہاں تک ابھی نہیں پہنچی جس طرح عیسائیوں میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن سڑکوں پر دیکھیں تو روضہ اقدس کی شبیہیں کھڑی ہیں۔ کعبہ کی شبیہیں کھڑی ہیں، لوگ ان کے ارد گرد طواف کر رہے ہیں، چراغاں ہے۔ جھنڈیاں سجائی جارہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیرت طیبہ کا کوئی جشن نہیں ہے بلکہ جیسے ہندوؤں اور عیسائیوں کے عام جشن ہوتے ہیں اسی طرح کوئی جشن ہے اور رفتہ رفتہ ساری خرابیاں اس میں جمع ہورہی ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہ کہ یہ دین کے نام پر ہورہا ہے اور یہ سمجھ کر کہ یہ بڑے اجر وثواب کا کام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق ادا ہورہا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نہیں۔ اس طریقے میں خیر وبرکت ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کو بھولنے والے نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا حق تو یہ ہے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور کونسی سنت پر عمل نہیں کر رہے اور کونسی سنت ایسی ہے جس پر ہم فوراً عمل شروع کر سکتے ہیں اور کونسی سنت ایسی ہے جس میں تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ لھذا جو سنت ایسی ہے جس پر ہم فوراً عمل شروع کر سکتے ہیں وہ آج سے شروع کر دیں اور اس کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

(ملخص از اصلاحی خطبات، مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

**بقیہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے میں غفلت۔۔۔**

محدثین کرام اور علماء عظام میں اکثریت ایسے عشاق کی ہے کہ جب بھی سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آیا ان کی آنکھوں میں فرط عقیدت اور جوش محبت میں آنسو آگئے، ادب واحترام کا یہ حال ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم امام مالک رحمہ اللہ کے درس حدیث میں کتاب کا ورق بھی بڑی احتیاط سے پلٹتے تھے تاکہ اس کی آہٹ سے قلب انور پر بوجھ نہ آئے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ **امام مالک رحمہ اللہ ایک دن** مسجد نبوی میں ہمیں حدیث پڑھا رہے تھے کہ آپ کے چہرہ کی رنگت سولہ بار بدلی کبھی زرد ہو جاتی۔ درس سے فراغت پر میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: میری پیٹھ پر بچھو کاٹ رہا تھا مگر میں نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ادب کرتے ہوئے صبر کیا اور سبق پورا ہونے تک اسی طرح مجلس میں درس دیتا رہا۔ (الشفا ۲/۳۶)

ہم نے اپنے اکابر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہما کو خود دیکھا کہ درس حدیث کے وقت غسل یا تازہ وضو فرمایا کرتے تھے اور درس کے دوران دوزانو رو بقبلہ ہو کر بیٹھا کرتے تھے اور نہایت ہی ادب اور شوق کے ساتھ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

## نیکی میں زیادتی نیکی ہی ہے

ایاس بن معاویہ سے کہا گیا: آپ میں اور کوئی خرابی تو دکھائی نہیں دیتی مگر یہ کہ آپ باتیں بہت کرتے ہیں ایاس نے کہا: یہ تو بتاؤ کہ جو باتیں تم مجھ سے سنتے ہو وہ صحیح ہوتی ہیں یا غلط؟ لوگوں نے کہا: صحیح ہوتی ہیں۔ تو ایاس نے کہا: نیکی میں زیادتی نیکی ہی ہے۔

(المختار ص ۳۷۰)

# مسائل مسواک

مولانا محمد طیب الیاس
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

## مسائل مسواک

- مسواک ایک طرف سے استعمال کرنی چاہئے دونوں طرف سے استعمال نہ کرنی چاہئے۔(فضائل مسواک)
- مسجد میں مسواک کرنا جائز ہے لیکن بذل المجہود میں لکھا ہے کہ مسواک کا استعمال مسجد میں مناسب نہیں کیونکہ اس کے ذریعے منہ کی گندگی دور کی جاتی ہے اور گندگی کے ازالہ کے لئے مسجد محل (مقام) نہیں۔
- کسی کی مسواک بلا اجازت استعمال کرنا مکروہ ہے۔(فضائل مسواک)
- حالتِ احرام میں مسواک کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔(کتاب الآثار)
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں بھی مسواک فرماتے تھے۔(سنن کبریٰ)
- نابالغ بچوں کو بھی مسواک کا استعمال کرانا چاہئے تاکہ ان کو بھی عادت ہو۔(عن نووی رحمہ اللہ)
- غسل میں بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔
- دانتوں کو لوہے یا ریتی سے صاف کرنا مکروہ ہے اس سے دانت کمزور ہو کر جلد ٹوٹ جاتے ہیں (شرح مہذب)
- حرم شریف کے پیلو سے مسواک بنانا جائز نہیں ہے (شامی)
- مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ کو ہمیشہ چھوڑنے والے کے بارے میں خطرہ ہے کہ وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہو جائے۔(طحطاوی)
- مسواک کرنا ہر وضو کے ساتھ سنت مؤکدہ ہے۔(درمختار)
- مسواک کرنے کی خاص مقدار سنت نہیں لیکن اتنی مرتبہ مسواک کرے کہ منہ کی بدبو اور دانتوں کی زردی دور ہو جائے۔(شامی)
- مسواک اتنا نرم نہ ہو جو دانتوں کی میل کو زائل نہ کر سکے اور نہ ہی اتنی سخت ہو کہ مسوڑھوں کو زخمی کرنے لگے۔(مسواک کی شرعی حیثیت)
- مسواک کرنے کے بعد اس کو چوسنا نہ چاہئے۔(شامی)
- صلوٰۃ اللیل (تہجد) کی ہر دو رکعت کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے۔(عینی)
- دنداسہ جو اخروٹ کے چھلکے کا ہوتا ہے یہ عورت کے لئے مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا۔
- ملکو (جو ایک قسم کی گوند ہوتی ہے دانتوں اور مسوڑھوں کی مضبوطی کی لئے چبائی جاتی ہے) کو چبانا بھی عورت کے لئے مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا۔(حوالہ بالا)
- تالو پر بھی نرمی سے مسواک کرنا مستحب ہے۔
- دانتوں کے کناروں پر بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔(عینی)
- جمعہ کے دن خصوصی طور پر مسواک کرنا مستحب ہے۔(عینی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا غسل واجب ہے ہر بالغ پر اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور خوشبو ہو تو خوشبو لگائے۔(بخاری)

- وضو کے پانی میں مسواک داخل کرنا مکروہ ہے اگر اسمیں میل کچیل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے تمام سنن و مستحبات پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔آمین ثم آمین

قسط (۱۱)

# احسن المکاتیب

مکاتیب حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ بنام حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

**حال** ہم دونوں بھائی بخیریت کل صبح یہاں (ملتان) پہنچ گئے ہیں اس سفر میں احقر کو گاؤں کے واقعات سنائے گئے ان میں جو غیبتیں تھیں وہ جائز تھیں یا نہیں؟

**ارشاد** جب تک تفصیل یاد نہ ہو حکم کا پتہ نہیں (چل سکتا) مبتدی کو بہر حال احتراز ضروری ہے اور توبہ کرے۔

**حال** نہ معلوم مندرجہ بالا غیبتیں جائز تھیں یا نہیں مگر احقر کو یوں محسوس ہوا کہ احقر کا قلب پہلے سے بھی کالا ہو گیا ہے۔ اس لئے توبہ گریہ وزاری کے ساتھ کی۔ اب کچھ تسلی محسوس ہوتی ہے۔

**ارشاد** توبہ کرو۔

**حال** حال یہ ہے کہ کبھی رجاء (امید) کا غلبہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے موت کا شوق ہوتا ہے اور آخرت کی راحتوں اور خوشیوں کے تصورات رہتے ہیں اور کبھی خوف کا غلبہ ہوتا ہے جس کی وجہ اپنے معاصی (گناہوں) پر نظر اور عذاب آخرت کا خوف اور مواخذہ (پکڑ) کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اسی پیچ و تاب میں زندگی گذر رہی ہے البتہ اس کا اہتمام رہتا ہے کہ کوئی لمحہ ثواب سے بھرے بغیر نہ گزرنے پائے۔ مباحات میں بھی ایسی نیت کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے جس سے وہ نیکی میں داخل ہو جاتے ہیں یہ سنگ پارس (نسخہ کیمیا) حضرت والا کی جوتیوں کے طفیل ملا ہے کہ جو مباحات کو بھی حسنات بنا دیتا ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے خاتمہ ایمان پر کر دیں اور اپنی رحمت و بخشش سے نوازیں اور عذاب سے بچا لیں۔

**ارشاد** خط کے ہر جملے سے دل خوش ہوا حالات مبارک ہیں۔ دعا کرتا ہوں اور دعاء چاہتا ہوں۔

**حال** اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے عرض ہے کہ ایک رات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ یہ حق تعالیٰ کی عنایت ہے احقر تو اس قابل نہ تھا۔

**ارشاد** کروڑ مبارک ہو۔

**حال** اس کے علاوہ بھی چند خوابیں خوش کن آئی ہیں مثلاً ایک پہاڑ پر احقر چڑھتا گیا چڑھتا گیا یہاں تک کہ بہت بڑا چشمہ پا لیا جس کے پانی سے بہت سرسبزی اور پھل پھول پھیل رہے ہیں بلکہ اس کے پانی سے دریا اور سمندر بن رہے ہیں کہ جن میں کشتیاں و جہاز چل رہے ہیں۔ اس کی دو تعبیریں ذہن میں آئی ہیں: ایک یہ کہ احقر شاید ایسی حالت تک پہنچے کہ حق تعالیٰ احقر سے دین کی کچھ خدمت لیں جس سے ثواب کا چشمہ جاری ہو۔ دوسری یہ کہ حق تعالیٰ نے احقر کو ایسے سلسلہ سے منسلک کیا کہ جس کا فیض بہت پھیلا ہوا ہے۔ ایک رات حج کرنے اور روضہ کی زیارت کرنے کا خواب دیکھا۔ ایک رات پھر مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کی زیارت ہوئی۔

**ارشاد** یہ (پہلی تعبیر) دل کو لگتی ہے۔

### نیک مجلسوں سے دوری بد مزاجی کا سبب

ایک دیہاتی جو بالکل دیہات میں رہنے والا ہو اور علمی مجلس میں نہ آیا ہو از روئے حدیث وہ اکھڑ مزاج بن جاتا ہے، بد مزاج بن جاتا ہے۔ فرمایا مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا (نسائی) بلکہ علماء نے فرمایا ہے کہ جو آدمی شہری ہو، شہر میں رہتا ہو لیکن علمی مجلسوں سے دور رہتا ہو وہ بھی اکھڑ پن بن جاتا ہے اس لئے اچھی مجلسوں کی ضرورت ہے، نیک صحبت ضروری ہے۔ انسان نیک صحبت سے ہی دین میں ترقی کر سکتا ہے۔

از افادات: حضرت مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ

# امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسلاف کی نظر میں

ضیاء الرحمٰن صاحب
متعلم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت نصیب فرمائی تھی کہ دنیا اور مال و دولت کے ہوتے ہوئے بھی ان کی توجہ ذکر اللہ، عبادت اللہ، فکر آخرت، خدمت اسلام اور خدمت مسلمین کی طرف ہوتی تھی۔ وہ اگرچہ دولت مند تھے مگر ان کے دل میں دنیا کی محبت نہ تھی بلکہ آخرت و رضاء اللہ کی محبت سے ان کا سینہ معمور اور ان کا دل مخمور (بھرا ہوا) تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرت کی مسرتیں بھی مل گئیں اور دنیاوی دولت بھی مل گئی۔ وہ دنیا سے بھاگتے تھے اور دنیا ان کے پیچھے بھاگ کر آتی تھی۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا زہد کس درجہ کا تھا اس کا اندازہ آپ کو ذیل میں عرض کیے جانے والے اولیاء اللہ اور ابدال زمانہ کے اقوال سے ہوگا کہ ان کے نزدیک امام صاحب رحمہ اللہ کا کیا مقام تھا۔

- حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنَّ الدُّنْیَا عَدَلَتْ اِلَیْہِ فَھَرَبَ مِنْھَا "دنیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس بڑی کثرت سے آئی مگر وہ دنیا سے بھاگے۔"
- عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں (جو کہ مشہور محدث ہیں) میں نے کوفہ میں پہنچ کر لوگوں سے پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پارسا (نیک) کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ۔ نیز ان کا یہ بھی قول ہے مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَوْرَعَ مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ کوئی متقی اور پارسا نہیں دیکھا
- سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہمارے دور میں کوئی آدمی مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

ابو عاصم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کثرت سے نماز کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کو لوگ وَتَدًا (میخ) کہتے تھے۔

- ابو مطیع رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں قیام مکہ کے زمانے میں رات کی جس ساعت میں طواف کرنے گیا ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کو طواف میں مصروف پایا۔
- یحییٰ بن ایوب الزاھد رحمہ اللہ کا قول ہے كَانَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا یَنَامُ اللَّیْلَ "ابوحنیفہ رحمہ اللہ شب بیدار تھے۔"
- اسد بن عمرو رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیتے تھے اور نماز میں کثرت سے رویا کرتے تھے۔ ان کی گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا۔ ان کا یہ بھی قول ہے کہ (یہ روایت محفوظ ہے) ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جس مقام پر وفات پائی وہاں انہوں نے سات ہزار مرتبہ کلام مجید ختم کیا تھا۔
- ابوالجویریہ رحمہ اللہ کا قول ہے میں بڑے بڑے علماء و ائمہ دین کی صحبت میں بیٹھا ہوں مثل حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبداللہ رحمہم اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحبت میں بھی رہا ہوں۔ میں نے علماء اور ائمہ دین کی جماعت میں کسی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بہتر شب گزار نہیں پایا۔ میں چھ ماہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحبت میں رہا اس تمام زمانے میں ایک رات بھی میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو (بستر پر) پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔
- خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے اندر چار اماموں نے پورا قرآن پڑھا ہے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، تمیم داری رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ۔

**بقیہ** صفحہ ۴۴ پر

# تصوف اور دورِ حاضر

محمد حسنین صاحب طالب علم ایم فل
پنجاب یونیورسٹی، لاہور

الحمد لله رب العالمين، والصلوٰة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله واصحابه اجمعين۔

**اما بعد** فقد قال الله تبارک وتعالیٰ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ (الکہف:۲۸)

"اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کیلئے کرتے ہیں۔"

اس آیت میں حکم ہے ان فقراء کی صحبت کا جو اپنے مولیٰ کی خدمت کیلئے انقطاع (دنیا کے غیر ضروری تعلقات کا چھوڑنا) اختیار کر چکے ہیں اور گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ان سے صحبت رکھتے تھے اس صحبت کا فائدہ ان فقراء کو پہنچتا تھا مگر دوسرے اس صحبت سے خود مستفید ہوں گے کیونکہ یہ فقراء ایسی قوم ہے کہ ان کا جلیس محروم نہیں رہتا۔

"تصوف" کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں کوئی اسے قرآن وسنت کی تعلیمات سے الگ کوئی چیز سمجھ کر بدعت قرار دیتا ہے تو کوئی شریعت کو اس کا حریف سمجھ کر صرف تصوف ہی کو مدار نجات قرار دیتا ہے اور شرعی احکام کو اس کے مقابلہ میں کوئی اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"شریعت بغیر طریقت (یعنی تصوف) کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد"

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس ایک جملے میں ان تمام علوم وفنون کی پوری حقیقت کھول دی ہے کہ شریعت یعنی ظاہری اعمال کا علم تو بہت سے منافقین کو بھی تھا۔ اور آج بھی سینکڑوں یہودی، نصرانی اور لامذہب دہریئے مستشرقین ان علوم اسلامیہ کے بڑے محقق اور جاننے والے موجود ہیں۔ مگر وہ نرا فلسفہ ہے دین نہیں اور ان کے پاس صرف معلومات ہی معلومات ہیں۔ علم نہیں کیونکہ فرض کریں کہ ایک شخص یہ جانتا ہے کہ قرآن کریم میں اتنے مقامات پر نماز ادا کرنے کا ذکر آیا ہے اور وہ خود نماز ادا نہیں کرتا تو اس کے پاس صرف اور صرف معلومات ہیں۔ جب وہ اس معلومات کو اپنی ذات کا حصہ بنائے گا تو اب اس کو علم حاصل ہوگا اور وہ عالم بنے گا۔ دین جب ہوگا جبکہ اس کے احکام کے حق ہونے کا اعتقاد بھی ہو اور ان کے احکام ظاہرہ وباطنہ پر عمل بھی۔ اس لئے صرف علوم ظاہرہ کی فن دانی اور تحقیقی مباحث نہ کوئی دینی کمال ہے نہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت ہے۔

یہ اعتقاد کیسے پیدا ہوگا؟ صرف اور صرف بزرگان دین کی صحبت سے جسکا اشارہ سورۂ کہف میں فرمایا: کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کیلئے کرتے ہیں۔

یہ لوگ صرف بزرگان دین ہی ہو سکتے ہیں اور ان ہی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی تھوڑا سا وقت نیک لوگوں کی صحبت کا سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

پس اہل اللہ کی صحبت اور ہم نشینی بڑی نعمت ہے ان کے پاس بیٹھنے سے حق تعالیٰ کی رحمت اور قرب بہت نصیب ہوتا ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کس طرح انسان کامل بنے تھے۔ حضرات صحابہ کیسے بنے تھے ان کے خطاب ہی کے اندر اس کا جواب ہے۔ صحابہ کا لفظ سن کر خود ہی ذہن منتقل ہو جاتا ہے کہ "صحبت یافتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ان افراد کو جو زمانہ جاہلیت میں

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران:۱۶۴) ”اور یہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آنے سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے“ کے مصداق تھے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ شرف اور عزت بخشی کہ قیامت تک کوئی ولی اللہ اور قطب بھی اس شرف صحابیت کو نہیں پا سکتا۔

سبحان اللہ حضرت عارف رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
گو نشیند با حضور اولیاء

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ہمنشینی چاہتا ہو تو اس سے کہہ دو کہ اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھے۔

دین درحقیقت بزرگوں کی صحبت سے آتا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

میرے دوست! دور حاضر میں تصوف سے انکار کرنے والے حقیقت میں کم فہمی کا شکار ہیں۔ بلکہ شریعت اور طریقت (تصوف) دونوں حقیقت میں ایک چیز کے دو نام ہیں۔

اکبر الہ آبادی مرحوم نے شریعت و طریقت کے حوالے سے چند خوبصورت اشعار پیش کیے ہیں۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے طریقت نماز
شریعت در محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
طریقت عروج دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
شریعت میں ہے صورت فتح بدر
طریقت میں ہے معنی شق صدر

پس ثابت ہوا کہ علم تصوف کوئی عجمی چیز نہیں بلکہ خالص مکی مدنی چیز ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل اللہ کی صحبت اور مجاہدہ یعنی گناہوں میں نفس کی اعانت (مدد) کی مخالفت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ﴿آمین یا رب العالمین﴾

## بقیہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

● قاسم بن معن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نماز تہجد میں یہ آیت پڑھی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ (القمر:۴۶) ”ان کے وعدے کا وقت اور جگہ قیامت ہے اور قیامت بڑی آفت اور بہت تلخ ہے“ آپ تمام رات اس آیت کو دہراتے رہے اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔

● زائدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تہجد کی نماز شروع کی اور قرآن مجید پڑھنا شروع کیا پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (الطور:۲۷) ”اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں شدید عذاب سے بچایا“ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دیدی۔

● علی بن میمون رحمہ اللہ جو امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا میں ابوحنیفہ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں۔ جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں دعا کے بعد مراد بر آنے میں دیر نہیں لگتی۔ محدث کوثری رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو باسناد صحیح نقل کیا ہے۔

● حسن بن صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہایت متقی اور حرام مال سے ڈرنے والے تھے اور اکثر حلال رزق بھی معمولی شبہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے۔ میں نے ایسا فقیہ کبھی نہیں دیکھا کہ جو اپنے نفس اور اپنے علم کو مشتبہ چیزوں سے اس قدر بچاتا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، اسلاف کرام، ائمہ کرام اور اولیاء عظام کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کی پاکیزہ سیرت کے اتباع کی توفیق سے نوازیں۔ آمین (از گلستان قناعت)

# ہم اور رسائل و اخبارات کے دینی اوراق

خطیب اسلام مولانا
محمد اجمل خان صاحب قدس سرہ

تمام مسلمانانِ عالم کا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور تمام عالم کے لئے تا قیامت رہبر و راہنما ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم اس کا پورا پورا احترام کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس کو بے وضو تک ہاتھ نہ لگائیں۔ لیکن بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہمارے اس ملک میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہ بات ہم سب پر روشن ہے کہ ہمارے ملکی اخبارات ورسائل وغیرہ میں آئے دن آیاتِ قرآنی یا احادیث نبوی چھپتی رہتی ہیں اور درسِ قرآن، مشعل راہ اور نور بصیرت وغیرہ کے عنوانات کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رحمہم اللہ کے واقعات درج ہوتے رہتے ہیں۔ یہ اندراج خواہ دینی اغراض کے تحت ہو یا دنیوی اغراض کے تحت ہو بہر حال یہ مسلّم ہے کہ قرآنی آیات و احادیث نبویہ یا ان کے تراجم یا دیگر دینی مسائل سے شاید ہی کوئی اخبار خالی ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد از مطالعہ ان جرائد و اخبارات وغیرہ کا کیا حشر و انجام ہوتا ہے؟

ہم سب جانتے ہیں کہ انہیں عموماً ردی کی حیثیت سے دوکانداروں کے ہاتھوں فروخت کیا جاتا ہے جو ان کے پارچے اور ٹکڑے کر کے ان میں اشیاءِ فروخت (بشمول نسوار تمباکو چرس وغیرہ) ڈالتے ہیں اور پُڑیا بنا کر لوگوں کو دیتے ہیں اور خریدار اپنی استعمال کی چیزیں کو نکال کر ان کاغذوں کو گلیوں، راستوں اور بازاروں میں لا اُبالی ہو کر پھینک دیتے ہیں۔ جہاں وہ پاؤں سے روندے جاتے ہیں بالآخر وہ کاغذ مختلف قسم کی گندگیوں سے لت پت ہوتے ہیں اور ہوا کے ذریعہ یا بھنگی کی جھاڑو سے گندی نالیوں میں پہنچ جاتے ہیں یا کوڑا کرکٹ کے ناپاک ڈھیروں پر پھینک دیئے جاتے ہیں اور بعض کم سمجھ تو اخبارات کے کاغذوں کو بیت الخلاء میں استعمال کرتے ہیں۔ حاشا و کلا

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان اوراق کا شرعی حکم کیا ہے؟

حضرت مولانا ابوالحسنات لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ وہ رسائل جن کی ضرورت باقی نہ رہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لکھا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو محو (ختم) کرنے کے بعد ان رسائل کو دریا برد کر دیا جائے یا ان کو کسی پاکیزہ جگہ میں دفن کر دیا جائے جیسا کہ "نصاب الاحتساب" میں مذکور ہے اور لوگ اس حکم سے غافل ہیں کیونکہ وہ ان رسائل سے مستغنی (بے نیاز) ہونے کے بعد پھاڑ کر راستوں اور ناپاک جگہوں پر پھینک دیتے ہیں اور پھر وہیں پیشاب کرتے ہیں۔ انتہیٰ (نفع المفتی والمسائل ص ۱۱۷)

**فائدہ** امام زرکشی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ابو عبدالرحمٰن سلمی نے منصور بن عمار رحمہ اللہ کے متعلق بتلایا کہ ان کو حکمت و دانائی سے نوازا گیا اور اس کا سبب یہ بیان کیا کہ ان کو راستہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا پس آپ نے اس کو اٹھایا اور جب اس کے رکھنے کے لئے محفوظ جگہ نہ پائی تو انہوں نے اس کو کھا لیا اس کے بعد آپ نے خواب میں ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ اس رقعہ کے احترام کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے تم کو حکمت و دانائی سے نوازا ہے چنانچہ بیداری کے بعد ان کی زبان سے حکیمانہ گفتگو جاری ہو گئی۔ (البرهان فی علوم القرآن ۱/۲۷۴)

علامہ برکلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور ان گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کاغذ میں کوئی چیز لپیٹی جائے جس پر اللہ پاک کا مبارک نام لکھا ہو اور "خلاصۃ الفتاویٰ" میں مذکور ہے کہ اس کاغذ میں کسی چیز کا لپیٹنا مکروہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ پاک کا مبارک نام لکھا ہو خواہ وہ کتابت کاغذ کی اندرونی جانب ہو۔۔۔ **بقیہ** صفحہ ۲۶ پر

# فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور خوف خداوندی

حضرت مولانا مفتی عبداللہ یاسر صاحب
استاذ جامعہ اشرفیہ، لاہور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر قرآن مجید کی آیات بے حد اثر انداز ہوتی تھیں۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ نے سورۂ طٰہٰ کا ابتدائی حصہ سُنا تو اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ایمان لے آئے۔

ایمان لانے کے بعد قرآن پاک سے اتنا لگاؤ اور تعلق ہو گیا تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کوئی آیت پڑھ دیتا تھا تو آپ سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ صحابہ کرام میں آپ کے متعلق یہ بات معروف و مشہور تھی کَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللہِ کہ "آپ کتاب اللہ کے احکام کے آگے سب سے زیادہ گردن ڈالنے والے تھے"۔ (بخاری ۱۱۰۹/۲) قرآن پاک پڑھتے تھے تو بے اختیار گریہ طاری ہو جاتی تھی۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے فجر کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھی میں مردوں کی آخری صف میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف کی تلاوت شروع کی، آپ بہت بلند آواز سے تلاوت فرماتے تھے، جب آپ اس آیت پر پہنچے اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللہِ (یوسف: ۸۶) "میں اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں" تو رونے لگے باوجودیکہ میں سب سے پچھلی صف میں تھا لیکن مجھے آپ کے رونے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ (قیام اللیل المروزی)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز سورۂ طور پڑھی جب اس آیت پر پہنچے اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۝ مَا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ تو ایک سرد آہ بھری اور ایک عرصہ تک بیمار رہے بیس دن تک لوگ عیادت کیلئے آتے رہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ۳۴۰/۴)

تقویٰ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکالمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب سے دریافت کیا تقویٰ کیا ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! امیر المومنین کبھی آپ کا ایسے راستے پر گذر ہوا جو کانٹوں سے پُر ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کئی بار ہوا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے موقعہ پر آپ نے کیا کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اپنے دامن کو سمیٹ لیا اور نہایت احتیاط سے چلا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بس تقویٰ اسی کا نام ہے، یہ دنیا ایک خارستان ہے گناہوں کے کانٹوں سے بھری پڑی ہے۔ اس لیے دنیا میں اس طرح چلنا اور زندگی گزارنا چاہیے کہ دامن گناہوں کے کانٹوں سے نہ الجھے اسی کا نام تقویٰ ہے جو سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ (معارف القرآن ۳۱/۴)

---

### بقیہ اخبارات اور دینی اوراق

یا بیرونی جانب حکم دونوں کا یکساں ہے۔ (طریقہ محمدیہ ۲۹۸/۲)
اس وضاحت کے بعد ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اخبارات وجرائد کے ان اوراق کے بے حرمتی سے مکمل طور پر بچے جن میں اللہ تعالیٰ کا نام یا آیات قرآنی و احادیث نبوی کے تراجم یا صلحاء امت کے واقعات و ارشادات لکھے ہوئے ہوں اور متعلقہ محکمہ کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرائی جائے تا کہ وہ بھی اس معاملے میں کوئی موثر انسدادی تدابیر عمل میں لا سکے
وما علینا الا البلاغ. واللہ ولی التوفیق.

### کلمہ جو دل کی گہرائی سے نکلے -------

عامر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کلمہ جب دل سے نکلے تو دل میں جا پڑتا ہے اور جب زبان سے نکلے (دل اس کا ساتھ نہ دے) تو وہ کانوں تک بمشکل پہنچ پاتا ہے۔ (المختار ص ۳۶۸)

# انداز کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب قدس سرہ

● حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت (خاموشی) فرماویں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں۔ (نشر الطیب)

● حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ شمار کرنے والا چاہے تو شمار کرسکتا تھا۔ (ایضاً)

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

● حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین بار دہراتے تاکہ (لوگ) آپ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔ (ایضاً)

● جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوتا تو اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنایہ میں بیان فرماتے۔

● بات کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے (نشر الطیب)

● گفتگو کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہتھیلی کا رخ پلٹ دیتے اور جب بات کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاضرورت کلام نہ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت طویل ہوتا تھا۔ کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی تھی) کلام جامع فرماتے تھے، جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پُر مغز ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ ایضاً

﴿انتخاب: مولانا محمد عمر فاروق صاحب﴾

## زبان کی حفاظت

دین کی حفاظت کیلئے زبان کی حفاظت ضروری ہے حدیث پاک میں آتا ہے جب صبح ہوتی ہے تمام اعضاء زبان سے پناہ مانگتے ہیں کہ تو ٹھیک رہنا اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے انسان زبان کی حفاظت کر یہ سانپ کی مانند ڈستی ہے کتنے لوگ ہیں جو قبرستان میں پڑے ہیں ان کو زبان نے قتل کردیا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دفعہ خلوت میں بیٹھے زبان کو پکڑ کر سزا دے رہے تھے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور فرمایا اے ابوبکر! یہ کیا کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے غلطیاں کروائی ہیں اس لئے سزا دے رہا ہوں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ زبان درندہ ہے درندے کو اگر چھوڑ دو تو نقصان پہنچاتا ہے اسی طرح اگر میں زبان کو چھوڑ دوں تو یہ مجھے بھی نقصان دے گی۔

# نماز کے بعد کیا پڑھیں؟

ام ملحاء، لاہور

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: معاذ! خدا کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ (دعا) پڑھنا نہ چھوڑنا:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھا تو یہ ۹۹ ہو گئے اور سوویں بار "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر" پڑھا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم)

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے وقت ان کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت واپس تشریف لے آئے تب بھی وہ وہیں بیٹھی (ذکر کر رہی تھیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس پر میں چھوڑ کر گیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (پاس سے جانے کے) بعد میں نے چار کلمات تین بار پڑھے تم نے آج جتنا پڑھا ہو گا اگر ان کے مقابلہ میں ان کلمات کو تولا جائے تو وہ بھاری نکلیں گے (وہ کلمات یہ ہیں):

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ (سنن نسائی)

ابن سنی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت حائل ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کلمات پڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

## کرامت کا ایک واقعہ

عبدالواحد بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اور حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ سفر پر گئے۔ ہم ملک شام کے راستے پر جا رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی لکڑیوں کا گٹھا سر پہ اٹھائے آ رہا ہے۔ وہ قریب آیا تو میں نے اس سے بطور امتحان پوچھا "اے کالے رنگ والے! تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا آپ مجھ جیسے انسان سے یہ سوال کر رہے ہیں۔ پھر اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے اللہ! آپ ان لکڑیوں کو سونا بنا دیں۔ پس وہ اچانک سونا بن گئیں۔" پھر اس نے کہا آپ نے دیکھ لیا؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ پھر کہا اے اللہ! آپ اس سونے کو دوبارہ لکڑیوں کا گٹھا بنا دیں۔ پس وہ سونا پہلے کی طرح لکڑیوں کا گٹھا بن گیا۔ (ماخوذ تعلیم الرفق فی طلب الرزق)

آفاق احمد گکھروی صاحب متعلم جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

از مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ وتابعہ اجمعین

## سود حرام کیوں

سود سرمایہ کاری اور مہنگائی کا منبع ہے یہ ایسی مشین ہے جس میں ضرورت مند کا لہو نکالا جاتا ہے اور یہی وہ بنیاد ہے کہ جس کی بناء پر اس کی حرمت آئی ہے اور سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اب غور کریں اس حکم سے فائدہ کس کو ہے؟ اللہ تعالیٰ تو نفع نقصان سے بے نیاز ہے۔ ظاہر ہے کہ مخلوق کے فائدے کے لئے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ جو لوگ اس حکم پر عمل کریں گے وہ یقیناً فائدہ اٹھائیں گے۔ دنیا میں بھی فائدہ حاصل ہو گا۔ سب سے بڑی دولت تو سلامتی ایمان ہے پھر سکون قلب ہے اگر یہ حاصل نہیں تو پھر دنیا بھر کی بادشاہت بھی لایعنی ہے یہ ممکن ہے کہ سود سے الگ رہ کر کوئی آدمی کروڑ پتی نہ بن سکے ملیں اور فیکٹریاں نہ ہوں اور صاحب جائیداد نہ ہو سکے لیکن یہ آدمی انسان کہلانے کا مستحق ضرور ہو گا۔

## سود کا جال

سودی کاروبار ایک ایسا جال ہے کہ جس میں مبتلا ہو کر انسانیت دم توڑ رہی ہے اور غریب غریب تر اور سرمایہ دار امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسی مثالیں کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ دو چار لاکھ روپیہ سرمایہ لگا کر ایک مل یا فیکٹری لگائی اور چند برسوں میں نصف درجن فیکٹریوں کے مالک بن جاتے ہیں۔ ایک فیکٹری کام کرنے لگی تو اس کی ضمانت پر بنک سے دوسری فیکٹری کے لئے سرمایہ مہیا ہو گیا۔ اگر غیر ممالک سے مشینری درآمد کرنی ہے تو سرکاری بنک یہ مشینری غیر ملکی سرمایہ ادا کر کے منگوا دے گا۔ جس پر سود کی رقم اور مشینری کی قیمت قسطوں میں ادا ہوتی رہے گی۔ گویا سود کے بل پر لکھ پتی تاجر کروڑ پتی ہو گیا اور دوسری جانب عوام یعنی اللہ کی غریب مخلوق جب یہ مال خریدے گی تو اس کی لاگت میں تمام اخراجات معہ سود شامل ہوں گے۔ بعض صورتوں میں صنعتی اجارہ داری ہے کہ ایک فیکٹری مال تیار کر رہی ہے اور منہ مانگی قیمت وصول کر رہی ہے۔ نوے فیصد بڑی صنعتیں سودی سرمایہ پر چل رہی ہیں اور اپنے مالکان کو امیر تر بنا رہی ہیں۔

## سود قدیمی لعنت

سود قدیمی لعنت ہے اور ہمیشہ سے اس کی حرمت رہی ہے توراۃ شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (۱) اگر تو میرے لوگوں میں سے جس کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہو کچھ قرض دیدے تو اس سے سود خوروں کی طرح سلوک نہ کر اور نہ سود لے۔ (۲) تو اس سے سود اور نفع مت لے۔ اپنے خدا سے ڈرتا کہ تیرا بھائی تیرے ساتھ زندگانی بسر کرے تو اسے سود پر روپیہ قرض نہ دے اور نہ اسے نفع کے لئے کھانا کھلا۔

## سود کو منافع کا نام دینا

جو لوگ سود کو کاروباری منافع سمجھتے ہیں وہ خود کو دھوکہ دیتے ہیں تجارت میں نفع اور نقصان دونوں کی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کے قبول کرنے کے بعد نفع ہو تو وہ جائز ہے یعنی اگر نقصان ہوا تو وہ بھی ادا کرنا ہو گا۔ لیکن سود صرف یکطرفہ منافع کا نام ہے اس میں نقصان کی ذمہ داری نہیں۔ سود کی مختصر تعریف بھی یہی ہے کہ تجارت میں صرف نفع حاصل کرنے کا ذریعہ ناجائز اور حرام ہے۔ جب تک نفع و نقصان دونوں کی ذمہ داری نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سود کی لعنت سے بچائیں۔ آمین

# جہیز میں آیا ہوا ناجائز سامان واپس کرنا ضروری ہے

ام عفرا محمد
لاہور

**عرض** ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا پنجاب میں جو ماں باپ اپنی لڑکی کو جہیز دیتے ہیں اس سے اس لڑکی کو مالک بنانا ہی مقصود ہوتا ہے لیکن وہ جہیز شوہر کے گھر جاتا ہے تو شوہر یا شوہر کے ماں باپ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرتے ہیں اسی طرح میرے ماں باپ نے میرے بھائی کی بیوی کے جہیز میں سے کئی چیزیں مجھیں دی تھیں خدا جانے اس وقت وہ خوش تھیں یا نہیں؟

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: جائز نہیں کیونکہ غیر کی ملک تھیں اس کو ادا کرو اور ساتھ یہ مسئلہ بھی بتلا دو کہ اس کو جہاں سے بطریق ناجائز حاصل ہوئیں اس کو واپس کرے۔ البتہ اگر کوئی چیز بھائی کی بیوی کو خاص اس کے ماں باپ نے دی ہو وہ اس کی ملک ہے اگر خوشی سے اس کو معاف کرے صرف وہ معاف ہو سکتی ہے۔

**عرض** ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا۔ حسب ارشاد میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاؤں گی۔

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: شاباش۔

**عرض** ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جہیز کا اکثر حصہ محفوظ ہے صرف ایک زیور کی قیمت کے برابر خرچ ہوا ہے۔ اس کے بدلے اپنا زیور دے دوں گی۔ یہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ تھوڑا ہی دینا پڑا۔

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: خدا کی نعمت ہے خوش ہونا ہی چاہیے کہ دنیا اور آخرت کے خسارے سے بچالیا

**عرض** ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا اگر زیادہ دینا پڑتا تو نفس کو بہت دکھ ہوتا (اور نفس پر شاق گزرتا) دنیا کے مال کی محبت بھی معلوم ہوتی ہے حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ مرض نہیں بلکہ اس میں حکمتیں ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ رنج طبعی ہو تو عمل کرنے میں مجاہدہ نہ ہو۔ مجاہدہ سے اجر بڑھتا ہے۔ محبت وہ مذموم (بری) ہے کہ وہ محبت عمل سے روک دیتی اور چونکہ نیت کرلی تھی کہ باوجود زیادہ مقدار کے بھی عمل کریں گے اس نیت کے سبب مجاہدہ کا ثواب بھی ملے گا۔

**عرض** ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا اگر مقدار زیادہ ہوتی دل ضرور خراب ہوتا۔

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا وہ خرابی رنج طبعی ہوتا۔ جس پر ملامت نہیں فطری چیز ہے جس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

**عرض** ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا۔ میرے شوہر صاحب مستعمل جہیز کے بدلے میرا زیور لے کر بھائی کی اہلیہ کے پاس گئے اور ساری بات سمجھا کر زیور پیش کر دیا اور یہ بتایا کہ باقی سارا جہیز محفوظ پڑا ہے۔ جلد واپس پہنچا دیا جائے گا۔ میرے بھائی کی بیوی نے کہا، مجھے سلطان بی بی (میری اہلیہ سلمہا کا نام ہے) سے بہت محبت ہے۔ اب میں کچھ بھی واپس نہ لوں گی۔ سارا جہیز میرے ماں باپ نے مجھے دیا تھا، اب میں نے دل سے معاف کر دیا ہے۔ بہت کچھ کہا لیکن اس نے زیور نہیں لیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے خوشی سے معاف کر دیا۔ میرے شوہر صاحب اس معاملہ میں مجھ سے ایسے خوش ہوئے کہ ایک اور زیور مجھے انعام میں دیا۔ میں نے اللہ کا شکر کرتے ہوئے قبول کر لیا۔

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: دونوں نعمتیں ہوئیں دنیا کی بھی، دین کی بھی مبارک ہو۔

**بقیہ** صفحہ ۳ پر

بچوں کا علم و عمل

# آیئے! سنت کو اپنائیے

ابوناجیہ
لاہور

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے کو "سنت کہتے ہیں"۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کا تمام بندوں پر حق ہے کہ اس کو ایک مانیں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں، صرف اور صرف اسی کی عبادت کریں بالکل اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام امت پر حق یہ ہے کہ وہ صرف آپ کی مبارک سنتوں پر عمل کریں زندگی کے ہر شعبہ، ہر دور اور ہر حال میں، عبادات میں، معاملات میں، رہن سہن میں، اخلاق میں۔ ایک ایک سنت کو زندہ کرنے کا جذبہ ہو، ہماری پوری زندگی سنت کے مطابق بسر ہو۔ کھانا کھائیں تو سنت کے مطابق، پانی پئیں تو سنت کے مطابق، لباس پہنیں تو سنت کے مطابق، سلام کریں تو سنت کے مطابق، گفتگو کریں تو سنت کے مطابق، بال رکھیں تو سنت کے مطابق غرض یہ کہ ایک ایک سنت کو زندہ کرتے چلے جائیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو مضبوطی سے پکڑا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔ (مشکوٰۃ)

اندازہ لگائیں کہ ایک سنت کے اختیار کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب، اگر دس سنتیں اختیار کیں تو ایک ہزار شہیدوں کا ثواب، پچاس سنتیں اختیار کیں تو پانچ ہزار شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اور ایک شہید کا ثواب یہ ہے کہ اُسے ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہونگی، حسین وجمیل محل ملے گا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا تمام گناہ معاف ہوں گے سوائے قرض کے موت کی تکلیف نہ ہوگی، اپنے گھر کے ستر آدمیوں کے سفارش کر سکے گا یہاں تک کہ ہمارے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود نبی ہونے کے (جو کہ اعلیٰ درجہ ہے) شہادت کی تمنا کی ہے (جو کہ ادنیٰ درجہ ہے بہ نسبت نبوت کے) لیکن آپ کے اس کی تمنا کرنے سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ یہ نبوت سے تو ادنیٰ درجہ ہے مگر بہ نسبت دیگر اعمال و عبادات کے کس قدر اعلیٰ ہے۔

قرآن پاک میں ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰)

"جس شخص نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"۔ دوسری جگہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ و رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ ایک جگہ ہے ایسا شخص انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی محبت کی علامت قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا سنت پر چلنے والا کامیاب ہے مبارک ہستیوں کا ساتھی ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہے۔ اور جو شخص سنت پر نہیں چلتا اس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص میری سنت کو چھوڑ دے گا وہ میری امت سے خارج ہو جائے گا" دوسری حدیث میں ہے "جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً میرا انکار کیا"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں پر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین یا رب العالمین)

# اپنی ماں کا مقام پہچانیے

ابوسلمیٰ، لاہور

اللہ رب العزت نے شریعت میں ماں کو بہت اونچا مقام دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محبت کی نظر اپنی والدہ کے چہرہ پر ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایک حج یا عمرے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جو بار بار محبت وعقیدت سے دیکھے اس کا کتنا ثواب ہے؟ فرمایا جتنی بار دیکھے گا اتنی بار حج یا عمرے کا ثواب پائے گا۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ماں کی دعا جنت کی ہوا ہوتی ہے اور ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ ماں کے قدموں کو بوسہ دینا کعبے کی دہلیز (چوکھٹ) کو بوسہ دینے کی طرح ہے۔ اس لئے کہ ماں کے قدموں میں جنت ہوتی ہے خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے ماں کی دعائیں لیں، جس نے ماں کی خدمت کرلی، جس نے ماں کے دل کو راضی کرلیا۔

ایک اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی والدہ فوت ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام (دل میں بات ڈالنا) فرمایا کہ اے میرے پیارے! جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں، اب وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی، اب ذرا سنبھل کے زندگی گزارنا۔

ماں کی دعائیں اولاد کے گرد پہرا دیتی ہیں۔ اولاد کو نہیں پتہ چلتا، ماں کب کب کہاں کہاں بیٹھی دعائیں دے رہی ہوتی ہے۔ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائے۔ پھر بھی اولاد کیلئے رحمت اور شفقت کا سایہ ہوتی ہے۔ ہمیشہ اولاد کا اچھا سوچتی ہے بلکہ اولاد کی طرف سے تکلیف بھی پہنچے تو جلدی معاف کردیتی ہے۔ دنیا میں ماں سے زیادہ جلد معاف کرنے والا کوئی نہیں ہے یہ اپنے بچے کی تکلیف دیکھ نہیں سکتی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں دو عورتیں جنگل سے گزر رہی تھیں اور ایک جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اٹھائے ہوئے تھیں۔ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے اس میں سے ایک عورت کے بچے کو چھین لیا اور بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ دوسری عورت کا بچہ میں لے لوں۔ اس نے جھگڑا شروع کر دیا۔ معاملہ حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچا۔ دونوں عورتیں کہتیں کہ بچہ پر ہمارا حق ہے اور دوسری عورت کے بچے کو بھیڑیا اٹھا لے گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ چھری لاؤ۔ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کرتا ہوں اور دونوں میں آدھا آدھا تقسیم کرتا ہوں۔ ان میں سے جب ایک نے فیصلہ سنا تو وہ کہنے لگی کہ ٹھیک ہے لیکن دوسری نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگی کہ میرے اس بچے کے دو ٹکڑے نہ کرو، اس دوسری عورت کو دے دو، یہی پالے گی۔ کم از کم میرا بچہ تو زندہ رہے گا۔ آپ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ بچہ اس عورت کا ہے آپ نے اسے عطا فرمادیا۔ (یہ ہے ایک ماں کے دل میں بچے کی محبت) اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کے حقوق کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

---

**بقیہ** جہیز -----

**عرض** خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا۔ دل بہت خوش ہوا کہ میرا زیور بچ گیا اور انعام بھی ملا۔ اس سے مال کی محبت کا شبہ ہوا۔

**ارشاد** حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ یہ محبت مضر نہیں۔ کیونکہ نعمت کا شکر ہے۔

(ملفوظات ومکتوبات اشرفیہ ص ۴۱۔۴۲)

قضا نمازوں کی معافی کیسے ہو؟
نماز کا قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے جس کی معافی سچے دل سے توبہ کرنے اور قضا پڑھے بغیر نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر کسی کی کئی نمازیں قضا رہ گئیں ہوں تو جہاں تک ممکن ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لے۔ قضا نمازیں جب تک سنجیدگی سے حساب کر کے (اور وصیت لکھ کر) پڑھنی شروع نہ کرے اس وقت تک کوئی مرد و عورت گناہگاروں کی فہرست سے نکل نہیں سکتے کیونکہ نماز قضا کر دینے کے بعد توبہ بھی لازمی ہے اور قضا نمازوں کی ادائیگی بھی کرنی پڑتی ہے صرف استغفار سے معافی نہیں ہوتی۔
قضا نمازیں معلوم کرنے کا طریقہ
اگر کئی ماہ یا سال کی ہوں تو اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے اندازہ کرے کہ فجر کی اتنی قضا ہیں ظہر کی اتنی عصر کی اتنی۔ اور ان کو اپنے پاس لکھ کر رکھ بھی لے فوراً قضا پڑھنا شروع کرے۔
نوٹ لڑکی ۹ سے ۱۵ اور لڑکا ۱۲ سے ۱۵ سال کی عمر تک بالغ ہو سکتے ہیں۔ بلوغ کے وقت سے قضا نمازوں کا حساب کرنا ہوتا ہے اگر بلوغ کا وقت پتہ نہ چلے تو ۱۵ سال کی عمر ہی سے حساب لگا لیں۔ انگریزی سال کا حساب لگاتا ہو تو ۱۴ سال ۷ ماہ کا لگا لیں
قضا نماز پڑھنے کا طریقہ
جب یہ معلوم کر کے لکھ لیا کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں تو اب دن میں ایک تعداد مقرر کر لیں کہ میں فجر کی اتنی ظہر کی اتنی نمازیں پڑھوں گا/ پڑھوں گی" پھر اس کے ذمہ وصیت لکھ کر رکھ لینا بھی ضروری ہے کہ "میرے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں اس حساب سے میں ان کو ادا کر رہا ہوں فلاں تاریخ تک یہ پوری ہو جائیں گی اگر اس سے پہلے مر گیا اور ادا نہ کر سکا تو ان نمازوں کا میری جانب سے فدیہ ادا کر دیا جائے۔" اب بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے اگر وہ مکمل ہو گئی تو الحمد للہ اگر وقت پورا ہونے سے پہلے موت آ گیا تو ان کا ذمہ بری ہو گیا کیونکہ اس نے حساب اور مکمل ہونے کی تاریخ لکھ کر پڑھنی شروع کر دی تھیں۔
فائدہ زندگی میں اپنی قضا نمازوں کا فدیہ ادا نہیں کیا جا سکتا بلکہ قضا شدہ نمازوں کا ادا کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس نے وصیت لکھی اور اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقہ فطر کی مقدار سے ادا کیا جا سکتا ہے۔
قضا نمازوں کی نیت
اگر فجر کی نمازیں قضا کر رہا ہے تو نیت کرے جو فجر کی سب سے پہلی نماز چھوٹی ہے وہ ادا کرتا ہوں اس طرح ظہر میں عصر میں۔ باقی تاریخ یا دن کی تعیین مشکل ہو تو ضروری نہیں۔
قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے البتہ یہ خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو جہاں جتنا لکھا ہے وہاں سے کاٹتے جائیں کہ اتنی پڑھ لی ہیں اتنی باقی ہیں
اوقات مکروہہ تین ہیں
ان میں کوئی نماز جائز نہیں نہ ادا نہ قضا نہ نفل ❶ سورج طلوع ہونے کے وقت۔ ❷ غروب آفتاب سے پہلے (صرف اس دن کی عصر جائز ہے) ❸ ٹھیک دوپہر (زوال) کے وقت۔
تین وقت ایسے ہیں جن میں نفل نماز جائز نہیں قضا اور سجدہ تلاوت جائز ہے: (۱) صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے (۲) فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک۔ (۳) عصر کی نماز کے بعد غروب (سے پہلے دھوپ زرد ہونے) تک۔
نوٹ
جس شخص کی قضا نمازیں ہوں اس کو بجائے نوافل کے قضا نماز پڑھنی چاہیئے قضا کے فرض و وتر کی قضا ہے سنتوں کی نہیں
حرمین شریفین میں نماز پڑھتے وقت قضا نمازوں کی ادائیگی ہرگز نہیں کرنی چاہیئے وہاں کا ثواب الگ نعمت ہے
جامعہ عبداللہ بن عمر
23- کلومیٹر فیروزپور روڈ (سوا گجومتہ) نزد کاہنہ نو - لاہور
فون: 042-5272270
042-5272280
موبائل: 0300-4138738
http:www.hadaaya.com
انٹرنیٹ پر "علم و عمل" کا مطالعہ کرنے کیلئے